نمبر ۶ | دار الامن و الامان قادیان مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۳ء | جلد ۷

کلمات طیبات
حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

یہ بیہودہ باتیں نہیں ہیں بلکہ جب سے نبوۃ کا سلسلہ جاری ہوا ہے یہی قانون چلا آیا ہے قبل از وقت ابتلا ضرور آتے ہیں تا کچّوں اور پکّوں میں امتیاز ہو اور مومنوں اور منافقوں میں بیّن فرق نمودار ہو اسی لیے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یہ لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر نجات پا جائیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کا کوئی امتحان نہ ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوتا دنیا میں بھی امتحان اور آزمایش کا سلسلہ موجود ہے جب دنیوی نظام میں یہ نظیر موجود ہے تو روحانی عالم میں یہ کیوں نہ ہو؟ بغیر امتحان اور آزمایش کے حقیقت نہیں کھلتی۔ آزمایش کے لفظ سے یہ کبھی دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو جو عالم الغیب اور علیم السر و الخفی ہے) امتحان یا آزمایش کی ضرورۃ ہے اور بدوں امتحان اور آزمایش کے اُسکو کچھ معلوم نہیں ہوتا ایسا خیال کرنا نہ صرف غلطی بلکہ کفر کی حد تک پہونچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان صفات کا انکار ہے امتحان یا آزمایش سے اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ تا حقائق مخفیہ کا اظہار ہو جاوے اور شخص زیر امتحان پر اس کی حقیقت ایمان منکشف ہو کر اسے معلوم ہو جاوے کہ وہ کہاں تک اللہ کے ساتھ صدق اخلاص اور وفا رکھتا ہے اور ایسا ہی دوسرے لوگوں کو اسکی خوبیوں پر اطلاع ملے پس یہ خیال باطل ہے اگر کوئی کرے کہ اللہ تعالیٰ جو امتحان کرتا ہے تو اس سے پایا جاتا ہے اُسکو علم نہیں اُسکو تو ذرہ ذرہ کا علم ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ایک آدمی کی ایمانی کیفیتوں کے اظہار کے لیے اسپر ابتلا آویں اور وہ امتحان کی چکّی میں پیسا جاوے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے بغیر اس کے کشف حقائق نہیں ہوتا۔ یہودی قوم کے لیے یہ ابتلا مسیح کی آمد کا ابتلا بہت ہی بڑا تھا۔ اور جب کبھی خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی مامور آتا ہے ضرور ہے کہ وہ ابتلاؤں کو لیکر آوے۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی توریت میں مثیل موسیٰ والی موجود ہے لیکن کیا کہنے والے نہیں کہتے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے پورا نام لیکر نہ بتایا اور سارا پتہ نہ دیا کہ وہ عبد اللہ کے گھر میں آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوگا اور اسماعیلی سلسلہ میں ہوگا تیرے بھائیوں کا لفظ کیوں کہدیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر ایسی ہی صراحت سے بتا دیا جاتا تو پھر ایمان ایمان نہ رہتا۔ دیکھو اگر ایک شخص پہلی رات کا چاند دیکھکر بتاوے تو وہ تیز نظر کہلا سکتا ہے لیکن اگر کوئی چودھویں کا چاند دیکھکر کہدے کہ میں نے بھی چاند دیکھ لیا ہے تو کیا لوگ اُسپر ہنسیں گے نہیں۔ یہی حال خدا تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں کی شناخت کے وقت ہوتا ہے۔ جو لوگ قرائن قویہ سے شناخت کر لیتے اور ایمان لے آتے ہیں وہ اول المومنین ٹھیرتے ہیں ان کے مدارج اور مراتب بڑے ہوتے ہیں لیکن جب انکا صدق آفتاب کی طرح کھل جاتا ہے اور انکی ترقی کا دریا بہ نکلتا ہے تو پھر ماننے والے عوام الناس کہلاتے ہیں ٭

جب خدا تعالیٰ کا ہمیشہ سے ایک قانون سلسلہ نبوۃ کے متعلق چلا آتا ہے اور اُسکے اپنے ماموروں کو شناخت بھی سُنّۃ ہے تو میں اس سے الگ کیونکر ہو سکتا ہوں پس اگر ان لوگوں کے دلوں میں بخل اور ضد نہیں تو میری بات سنیں اور میرے پیچھے ہو لیں پھر دیکھیں کہ کیا خدا تعالیٰ

بالکل مہمل ہے بھاگ گئے اور پیٹھ دے جانے کے لیے استدبار آتا ہے نہ کہ ادبار۔

اقول اس مقام میں چند آثار و علامات آپکی فضیلت علمیہ کے مجتمع ہو گئے ہیں جن سے آپ کی مجددیت السنہ مشرقیہ ناظرین کو مسلم ہو جاویگی لہذا یہ آثار نمبر وار ہم لکھے دیتے ہیں۔

اول اللہ تعالے کے اسماء حسنی میں سے ایک اسم ستار بھی ہے جس کے معنی چھپا لینے والے کے ہیں خواہ کوئی امر ہو اس اسم میں کسقدر عمومیت ہے پس کہاں گئے آپ کے معنی پردہ یا پوشش اور لباس کے یا شاید آپکو اللہ تعالے کی صفت ستاری ہی سے انکار ہو جب ہی تو آپکی مجددیت السنہ مشرقیہ کی پردہ دری ہوتی چلی جاتی ہے

دوم جملہ اہل لغت نے ستر اور اخفا کو ایسا مترادف قرار دیا ہے کہ ایک کا دوسرے سے ترجمہ کرتے ہیں قطر المحیط میں لکھا ہے خفاہ تخفیہ سترہ وکتمہ ولم یظہرہ ایضا خفاہ یخفیہ خفیا وخفیا یانی اظہرہ واستخرجہ وسترہ وکتمہ وھو من الاضداد ایضا وخفی خفیۃ وخفیۃ استتر وتواری ایضا واختفی ربدا اخفاء استتر وتواری واخفی الشئی ازال خفاءہ ای غطاءہ وغیرہ وغیرہ پس جبکہ ستر و اخفا ایسے مترادف الفاظ ہیں جو باہم ایک دوسرے کے ترجمہ میں آتے ہیں تو یہ ایراد آپ کا کسقدر جہالت سے ناشی ہوا ہے۔

سوم نمبر دوم میں ناظرین کو معلوم ہو گیا ہے کہ اخفا لغات اضداد میں سے ہے حتی کہ ثلاثی مجرد بھی اُسکا اضداد سے ہی ہے۔ پس ایسے لفظ کا استعمال جو لغات اضداد میں سے ہو محل تاکید معنی ستر میں لانا موہم خلاف مراد متکلم کا ہو جاتا ہے جو خلاف بلاغت کے ہے لہذا ستروا کی جگہ پر خفوا کا استعمال محل تاکید معنی ستر میں متکلم بلیغ کے کلام میں کیونکر آ سکتا ہے کہ ایہام خلاف مراد متکلم کا ہو جائیگا۔

چہارم معترض صاحب نے اخفوا کو مہموز اللام سمجھا ہوا ہے حالانکہ اخفا ناقص یائی ہے کما اور لام کلمہ اُسکا جو یا ہے صیغہ جمع مذکر حاضر امر میں حسب قاعدہ صرف محذوف ہو گیا ہے لہذا اخفوا بروزن افعوا باقی رہ گیا ہے نہ اخفئوا جو معترض صاحب سمجھے ہوئے ہیں اسجگہ پر ناظرین کو شمسا صاحب کی لیاقت علمیہ جو عروض و قوافی میں حاصل ہے وہ بخوبی معلوم ہو گئی ہوگی کہ شمسا صاحب اپنی اصلاح میں بجائے استروا کے اخفوا کو رکھکر وزنہ تقطیع تو کیجیے۔

پنجم ۔ شمسا صاحب کی مجددیت السنہ پر ایسا ادبار آ گیا ہے کہ یدبر کو بھی غلط کہتے ہیں حالانکہ محاورہ عرب میں موجود ہے دَبَر فلان دبرا و دبورا ولی یعنی پیٹھ دیکر اور موتھ پھیرا۔ یہ تو ہوا ثلاثی مجرد اور باب افعال سے بھی ادبر اسی معنی میں آتا ہے کہتے ہیں ادبر عنہ ای ولی پیر۔ غرض یدبر ثلاثی مجرد اور باب افعال دونوں سے ہو سکتا ہے اگر شاہد درکار ہو تو لیجیے **فلما رآها تهتز كأنها جان ولى مدبرا ولم يعقب** پس جبکہ دیکھا اُسکو کہ ہلتی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے منہ پھیرا اُسسے درانحالیکہ پیٹھ دینے والا تھا اور پیچھے نہ پھرا ایضا **وضاقت عليكم الأرض بما رحبت ثم وليتم مدبرين** ایضا **وتالله لأكيدن أصنامكم بعد أن تولوا مدبرين** غرضکہ معنی ادبار کے پیٹھ دینے کے ہیں جو بمعنی بھاگ جانے کے آتا ہے فارسی میں بھی بھاگنے کے لیے لفظ پشت کا باطلاق مستعمل ہوا ہے۔ **شعر**

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

اے ناظرین آپ سے انصاف طلب ہے کہ جس شخص کو ششش جہت سے ایسے فضائل علمیہ نے احاطہ کر لیا ہو کیا ایسا شخص بھی السنہ مشرقیہ کی ہمہ دانی کا دعوی کر سکتا ہے بینوا توجروا۔

العاشر قولہ شعر

رقا برج بہتان تشاد وتعمر
فقالوا لحاك الله كيف تزور

برج بہتان ماشاءاللہ خیر نالی نکمی گل ہے دنیائے عرب میں برج مبہتان کس نے باندھا اور تعمیر کیا ہے شاید مرزا جی اسے اپنا برج منارہ سمجھے ہیں کسی شاعر عرب کی سند پیش کیجیے انتہی۔

اقول ایہا الناظرون از برائے خدا و رسول بعد ملاحظہ اس اعتراض کے بیان فرمائیے کہ آیا معترض کو علم معانی و بیان سے کچھ مس ہے یا نہیں ہے بینوا توجروا صریح ظاہر ہے کہ معترض کو استعارہ کے معنی کی خبر ہی نہیں ہے پھر ہم انکا مخاطب صحیح کیونکر ہو سکتا ہے ہیں قسم کے استعارات تو قطع نظر زبان عرب کے فارسی میں بھی بکثرت مستعمل ہیں اور جسقدر ایسی استعمالات متکلم کے کلام میں آ چکا ہو ہاں مجھکو یاد آ گیا کہ ایسی استعارات میں یہ شرط لگانا آپ کی تجدید السنہ کے آثار میں سے ایک عمدہ علامت اور اثر ہے۔ سے ایکہ از نو آمدہ مرد اچنیں کنند ؎ ہمنے تو مطول وغیرہ میں یہی پڑھا تھا کہ استعارہ کے لیے علاقہ تشبیہ کا ہونا البتہ ضرور ہے نہ یہ کہ اُس استعارہ خاصہ کو کسی شاعر نے پہلے بھی باندھا ہو اگر آپنے مطول کو نہیں پڑھا ہے تو رسائل فارسی ہی دیکھ لیے ہوتے کیونکہ اُنمیں بھی استعارات کا بیان لکھا ہوا ہے۔ سر ہوش قدم فکر گل رخسار بادام چشم پنجہ مژگاں زمام حکم وغیرہ وغیرہ کسقدر مستعمل ہیں جنکا شمار ان چند سطور میں باہر ہو سکتا ہے پھر پڑھے گھر طوطہ کو ہم کہاں تک پڑھا دیں دیکھو قرآن مجید نے ایک کافر کی ناک کو **خرطوم** فرما دیا ہے دوزخ کے شرارونکو قصر ارشاد کر دیا ہے اور پھر انھیں کو **جمالۃ صفر** بھی فرمایا گیا ہے گو حرف تشبیہ کا وہانپر موجود ہے مگر علاقہ تو تشبیہ ہی کا ہے جو استعارہ میں ہوتا ہے کما قال اللہ تعالے **انها ترمي بشرر كالقصر كأنه جمالة صفر** یعنی تحقیق وہ دوزخ پھینکتی ہے شرارے مانند برج اور قلعہ کے گویا وہ شرار اونٹ ہیں زرد۔ ای ناظرین شعر مذکور جسمیں فصاحت اور بلاغت کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے کیا ہی فصیح اور بلیغ ہے کوئی ادیب عرب اور عجم کا کذب اور بہتان مخالف کا بیان کسی شعر میں کر کر بایں فصاحت و بلاغت مقابلہ تو کر کر دکھلا دے ہم ایک شمہ اُسکی بلاغت کا یہانپر بیان کرتے ہیں واضح ہو کہ ثناءاللہ اور محی لفنین مُتر کے بہتان اور بہتان اور کذب کو حضرۃ اقدس ؑ نے ایک عمارت اور مکان عالی شان کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور علاقہ تشبیہ یہ ہے کہ جسطرح عمارت اور مکان عالی شان واسطے حفاظت کے ایک جائے پناہ ہوتا ہے اسیطرح ثناءاللہ اور محی لفنین مُتر نے اپنے کذب اور بہتان کو اپنا ماوی اور ملجا قرار دے لیا ہے اب اہل علم معانی اور بیان خوب جانتے ہیں کہ یہانپر مشبہ بہ یعنی مکان عالی شان کلام میں مذکور نہیں ہے اور مشبہ یعنی بہتان مذکور ہے تو یہ استعارہ بالکنایہ ہوا اور لوازم یا مناسبات مشبہ بہ کے جو برج اور لفظ تشاد اور تعمر ہے لائے گئے ہیں تو یہ استعارہ تخییلیہ ہے کیونکہ مکان عالی شان کے لیے برج کا ہونا اور اُسکا مضبوطی اور استحکام کے ساتھ تعمیر کیا جانا اگر لوازمات یا مناسبات سے ہے اور اثبات لوازم مشبہ بہ کا مشبہ کے لیے اسکا نام استعارہ تخییلیہ ہے اور چونکہ استعارہ مرشحہ میں صفات اور مناسبات مستعار منہ کا مذکور ہوتا ہے جو یہانپر ذکر کیا گیا ہے لہذا یہ استعارہ مرشحہ ہے اور اہل معانی و بیان کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہے کہ استعارہ بالترشیح ہے استعارہ مطلقہ اور

جسقدر جدید آوینگے اُسی قدر اُسکی بلاغت کا ثبوت ہوتا چلا جاوے گا نہ یہ کہ وہی استعارہ ہو جو کسی پہلے شاعر کے کلام میں ہو۔

مجبر دہ سے افضل اور بلیغ تر ہوتا ہے پس یہاں بھی وہی استعارہ یا ترشیح جو استعارہ مطلقہ اور مجردہ سے بلیغ تر ہے مذکور ہوا ہے پس مصرعہ مذکورہ میں کیسی بلاغت اور فصاحت ہے کہ استعارات میں سے بھی وہ استعارہ جو بلیغ تر ہے ذکر کیا گیا ہے معترض صاحب اب تو فرمایئے کہ آپ جو اپنی مجددیت السنہ کا قلعہ تعمیر کرنا چاہتے تھا وہ بیخ و بنیاد سے گر کر جاتا رہا یا نہیں

صدق اللہ تعالیٰ یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین

اور الہام مندرجہ براہین احمدیہ تخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پای محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد جو مدۃ ۲۳ سال سے شائع ہو رہا ہے کیسا پورا ہوا کیا اب بھی آپکی مجددیت السنہ مشرقیہ کچھ باقی رہی۔ آپ خوب یاد رکھیں جسقدر آپ اعتراض کرینگے آپ خود ہی ان اعتراضوں کے مورد ٹھہرینگے شعر

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

قولہ فضا را وا بمد۔ الخ ص

اقول۔ شعر

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسی محرم اسرار کجا است

جو بلاغت اور نکتہ ہای لطیفہ لفظ رماح میں حضرۃ اقدس علیہ السلام کے کلام میں موجود ہے اُسکو معترض بیچارہ جسکو نہ علم معانی و بیان سے کچھ مس ہے اور نہ دیگر علوم آلیہ سے کچھ خبر رکھتا ہے کیا سمجھ سکتا ہے مگر ہم دیگر ناظرین کی چاشنی مذاق کے لیے کچھ قدرے لکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ مخالفین امامی مدح نے نہایت درجہ کی سخت مخالفت کی تھی اور ثناء اللہ صاحب کا حال تو خود قصیدہ میں مذکور ہی ہے پس لفظ سہام کا جو رماح سے بہت ادنیٰ درجہ پر ہے ایسی سخت حملجات مخالفین کو جو مراد متکلم بلیغ کی ہے کیونکر ادا کر سکتا ہے لہذا تعبیرات حملجات شدیدہ کی لفظ سہام کے ساتھ ہرگز مناسب نہ تھی بلکہ لفظ رماح کے ساتھ ہی ابلغ ہے اور اسجگہ پر مطاعن امامی مدح کے مشبہ ہیں جو محذوف ہیں اور رماح مشبہ بہ ہے جو مذکور ہے پس یہ استعارہ مصرحہ ہوا جسکو استعارہ بالتصریح بھی کہتے ہیں اور لفظ دریہ کا مناسبات مستعار منہ سے ہے جو رماح کے لیے لایا گیا ہے اور یہ استعارہ تخییلیہ ہے پس یہاں پر بھی استعارہ بالترشیح حاصل ہو گیا جو ابلغ الاستعارات ہے دیکھو مختصر معانی اور مطول وغیرہ کو اگر خود نہ سمجھ سکو تو جای استاد خانی ست ہم سے با ادب پیش آکر سیکھو اور یہ علم بیان حاصل کرو۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ لفظ رماح کا حضرت مسیح موعود کے کلام میں جنکے علامات و آثار میں سے کتب مقدسہ اور کتاب اللہ اور سنتہ رسول اللہ میں مخالفین کے لیے طاعون بسزای مطاعن لکھا ہوا ہے **کما ثبت فی محلہ** ایک عجیب لطف پیدا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کتب لغات عرب میں **رماح الجن** کے معنے طاعون کے لکھے ہیں دیکھو کتب لغات کو نہیں تو کم کا تذین نذان کے بمقابل اُن کے مطاعن کے جو استعارہ مصرحہ رماح ہیں **رماح الجن** اللہ تعالےٰ کیطرف سے مقرر یا مقدر ہو چکا ہے لہذا لفظ رماح سے لفظ کر کلام مسیح موعود میں ایک عجیب بلاغت پیدا کر دی جو لفظ سہام سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی بدیں وجہ لفظ رماح لایا گیا ہے۔ اے ناظرین کیا اب تک بھی سینہ تجدید السنہ مشرقیہ معترض میں ایسا کارگر نیزہ نہیں لگا ہوگا جس سے تجدید کا سب کام تمام ہو گیا ولنعم ما قیل شعر

جراحات السنان لہا التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان۔

قولہ۔ وان لسان المرء مالم یکن لہ
اصاۃ علی عوراتہ ھو مشعر +

اصاۃ بمعنی عقل بڑا بھاری اجنبی چینی معنی محاورہ چین سے ڈھونڈ کر لائے سلیس اور صاف لفظ (صواب) کیوں بھرتی نہ کر دیا یعنی

صواب علی عوراتہ وھو مشعر

آپکو تو زحاف کا دور کرنا بھی نہیں آتا نہ یہی

اقول اے معترض صاحب اگر یہ چینی ہے لغت ہے تو پھر حدیث .... میں بھی تو اس لغت کے سیکھنے کی ضروری تاکید ہے

اطلبوا العلم ولو کان بالصین کیونکہ اس لیے کہ **لو کان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس**۔ والعاقل تکفیہ الاشارہ معترض کو اگر کچھ بھی عقل ہوتی تو لفظ اصاۃ پر چینی ہونے کا حکم نہ کرتا جس سے اسکا کالانعام ہونا ثابت ہو گیا عام محاورہ عرب کا ہے **مالہ حصاۃ ولا اصاۃ ای رأی یرجع الیہ ابن الاعرابی** اور زحاف کی نسبت یہ گزارش ہے کہ سابق ہمنے رسالہ یکروزی میں آپکو تقطیع کر کے دکھا دیا تھا مگر افسوس کہ آپ پھر بھول گئے معہذا تہمت غلطی کلام معجزانہ کیطرف نسبت کرنے لگی وہی مثل ہے کہ ؎ خود قرآں نسخ کمند تہمت دار سنا د را۔ لہذا پھر ہم آپ پر رحم کر کر تقطیع سکھاتے ہیں آپ با ادب حاضر ہو کر سیکھ لیجئے۔ فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۹ فروری سنہ ۱۹۰۳ء

سید محمد احسن امروہوی نزیل قادیان

ناظم ندوہ سے خط و کتابت

گذشتہ اشاعت سے آگے

یہ خط آپکو ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو رجسٹری کرا کر کیا تیور کے پتہ سے روانہ کیا گیا تھا اس کے جواب میں آپکے دو کارڈ آئے مگر دونوں مطلب سے خالی سا ان دونوں کارڈوں کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ یہ ہیں

والسلام علی من اتبع المہدی

خط تمہارا ندوہ میں پہونچا تھا میرا ارادہ اسطرف آنے کا تھا اس لیے میں نے جواب نہیں دیا اور تحریر میں طوالت زیادہ ہوتی ہے اگر اب تمہیں طلب حق منظور ہے پٹنہ چلے آؤ ورنہ دو چار روز میں مونگیر جاؤں گا وہاں چلے آؤ پھر اپنا اطمینان کر لو۔ اگر طلب حق ہے تو کافی طور سے اطمینان ہو جائےگا فقط

محمد علی عفی عنہ از پٹنہ ٹیڑھی گھاٹ۔ مکان ابراہیم حسین صاحب خلف میر واجد علی مرحوم ۱۳ شعبان المعظم۔

عزیزم میاں ارادت حسین سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کے پہلے تمکو کارڈ لکھہ چکا ہوں پہونچا ہوگا۔ اب پھر بنظر شفقت تمکو لکھتا ہوں کہ تم یہاں مونگیر میں ہمسے ملاقات کر کے اپنے سوالوں کے جواب سے دل کی تشفی کر لو۔ ظاہرہ تم صراط مستقیم سے بھٹکے معلوم ہوتے ہو۔ خدا تمکو راہ راست پر مستقل و برقرار رکھے۔ جلد شبہات دل سے دور کر کے اطمینان قلب کر لو۔ اس کارڈ کے دیکھتے ہی جلد یہاں مونگیر محلہ مقصود پور پہونچکر ہم سے (ملاقات) کر جاؤ۔ زیادہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اے عزیز مجھے بہت افسوس ہے کہیں تم صراط مستقیم سے علحدہ ہو کر رحمت الٰہی سے دور نہ ہو جاؤ۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ رستہ نہ بھولو۔ دشمن تمہارا گھات میں ہے اللہ سے مدد مانگو اور رجوع۔ فقیر محمد علی عفی عنہ ۲۰ شعبان از مونگیر۔

ان دونوں کارڈ کے جواب میں جو خط میں نے لکھا وہ ذیل میں درج ہے دوسرے کارڈ میں جو لفظ ملاقات بریکٹ میں ہے وہ میں نے لکھا ہے کارڈ میں نہیں تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب معظم و مکرم مدظلہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

وبرکاتہ۔ در صوانہ میں بھاگلپور گیا ہوا تھا اسوجہ سے آپ کے کارڈ کے جواب میں دیر ہوئی معاف فرمایئے گا آکر مجکو آپ کے دو کارڈ ملے۔ اب میرا جواب حسب ذیل ہے۔ مجھکو تعجب ہے کہ آپ صرف طوالت کے خوف سے تحریری گفتگو کرنا کیوں نہیں چاہتے ہیں۔ اسمیں کیا کلام ہے کہ زبانی گفتگو سے تحریر ہر حالت میں عمدہ ہے۔ تحریر میں ہر شخصکو اپنے خیالات کو ظاہر کرنیکا زیادہ موقع ہے اور زبانی گفتگو میں ایسا ہوتا ہے کہ اکثر خیالات ظاہر کرنے سے قاصر رہجاتا ہے۔ اور تحریر میں پوری آزادی ہے اور وقت بھی سوچنے سمجھنے کا زیادہ ملتا ہے۔ اور بعض آدمی فطرتاً ایسا ہوتا ہے کہ جو زبانی گفتگو کچھہ نہیں کرسکتا اور ہکا بکا رہجاتا ہے۔ چنانچہ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ تو جب میں اپنے خیالات کو زبانی گفتگو میں ظاہر ہی نہیں کرسکونگا تو آپ میری تسلی کیا کرینگے۔ اس لیے اُمیدوار ہوں کہ آپ میرے اس خط کا جواب تحریر فرماکر عنایت فرمایئے تاکہ میں اُسمیں غور کرسکوں اور اپنی تسلی ہوجانے کی کوشش کروں اور پھر اُسکے بعد جو کچھہ میرے دلمیں خیال پیدا ہو اُسکو آپ پر ظاہر کروں۔ اور تحریری جواب کا زیادہ تر اس لیے خواہشمند ہوں کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے سوالات اور آپکے جوابات کو شائع کروں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچاؤں۔ یہ بات بھی زبانی گفتگو میں حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور آپ کا صرف طوالت کے خوف سے تحریری جواب نہ دینا شبہ دلا سکتا ہے کہ کچھہ ایسی بات ہے جسکی آپ اشاعت نہیں چاہتے۔ مگر حق بات کی اشاعت سے ڈرنا کیسا؟ اسلیے اُمیدوار ہوں کہ آپ ضرور میرے سابق خط کا جواب تحریر فرماویں اور اگر طوالت سے ڈرتے ہوں تو مختصر ہی جواب دیجیے مگر جواب دیجیے ضرور اور سب باتوں کا دیجیے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ اس بات کو ضرور مانینگے کہ تحریری گفتگو میں زیادہ سوچنے سمجھنے کا اور اپنے خیالات کے اظہار کرنیکا اور غور و فکر کرنیکا موقع ہے۔ ان باتوں کے موجود رہتے ہوئے صرف طوالت کے خوف سے تحریری جواب نہ دینا افسوس کی بات ہے۔ اور میرے صراط مستقیم سے بھٹکنے کے بارہ میں جو آپ تحریر فرماتے ہیں اس کے بارہ میں بھی گفتگو ہو رہیگی سردست مذکورہ کے بارہ میں تسلی کیجیے اور تحریر سے کیجیے تاکہ مجکو غور و فکر کرنیکا زیادہ موقع ملے اور ان تحریروں کو شائع کرسکوں زیادہ کیا لکھوں۔

عاجز ارادت حسین احمدی۔ موضع امرپین
ڈاکخانہ کھیرہ ضلع مونگیر۔

(باقی دارد)

تعطیل جمعہ کے میموریل پر پیسہ اخبار
اور
اُسکی غلط فہمی و غلط بیانی کا اظہار

شعر

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

ہمارے ہمعصر پیسہ اخبار جب سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ریمارک کرتا ہے تو اسکی کھوپری کو جو کچھہ سوجھتا ہے ہمیشہ بیہودہ اور غیر معقول ہی ہوتا ہے جس سے وہ غلط فہمی اور غلط بیانی دونوں قصوروں کا مرتکب ہوجاتا ہے۔ اسکا تازہ ثبوت اسکا وہ ریمارک ہے جو اس نے ۷ فروری سنہ ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں تعطیل جمعہ کے میموریل کے متعلق لکھا ہے۔

پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کا مسلمان کہلانیکی حیثیت سے یہ فرض تھا کہ وہ تعطیل جمعہ کے میموریل کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا اور کل مسلمانوں کو اسکی تحریک کرتا مگر برخلاف اس کے اسنے قریباً ڈیڑھ کالم کے مضمون میں بجز ایک خفیف سے فقرہ کے ایک لفظ بھی تائید میں نہ لکھکر غلط فہمی اور غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

اگرچہ پیسہ اخبار کی غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں پر ہم متعدد مرتبہ آرٹیکل لکھہ چکے ہیں جس کا کبھی کوئی جواب اس نے نہیں دیا۔ اور نہ دے سکے گا مگر ایک عربی ضرب المثل کا مصداق ہو کر اذا لم تستحیی فاصنع ما شئت وہ پھر قلم اُٹھانے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔

تعطیل جمعہ کا سوال ایک ایسا سوال ہے جو ایک مسلمان کی روح میں اس کے لیے اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایک نام نہاد مسلمان کو خواہ وہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیسا ہی تلخ ترین دشمن کیوں نہ ہو اسمیں آپ کا ہمصفیر ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ پہلی مرتبہ چند سال پیشتر جب حضرت مسیح موعود نے اس سوال کو اُٹھایا تو مولوی محمد حسین صاحب نے (باوجودیکہ وہ خطرناک دشمن اس سلسلہ کے تھے اور ہونگے) اس ضرورۃ کی معقولیت کو تسلیم کیا اور خود اس خدمت کے سرانجام دینے کا بیڑا اُٹھانا چاہا۔ اور حضرت حجۃ اللہ نے بڑی فراخدلی کے ساتھ کُل کارروائی کرنے کے لیے انکو اجازت اور اختیار دیدیا۔ مگر جو آپکی سچائی اور صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے مگر نہیں معلوم مولوی محمد حسین صاحبکو کیا اسباب پیش آئے کہ وہ اس خدمت کو سرانجام نہ دے سکے آخر پھر اس مبارک تقریب پر اس حافظ الاسلام نے اس تحریک کو پیش کرنا ضروری سمجھا۔ جسکی تائید کرنے سے ایڈیٹر صاحب رہے اپنی کج فہمی کی بنا پر غیر متعلق اور خلاف واقعہ امور بیان کرنے شروع کردیے۔

گورنمنٹ اور پبلک بجائے خود صحیح نتیجہ پر پہونچ جاتی اگر پیسہ اخبار **اصل میموریل** کو شائع کردیتا۔ اور اب بھی اسکا فرض ہونا چاہیے کہ اصل میموریل کو شائع کرے۔ اس میموریل کے معاملہ میں ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر مولوی محمد حسین صاحبکو ترجیح دیتے ہیں کہ اس نے باوجود ہمارے سلسلہ کا سخت دشمن کہلانے کے پہلی مرتبہ تعطیل جمعہ پر ضروری کارروائی کرنے کا اہتمام لینا چاہا تھا اور اب بھی ہمکو اسکی اور تمام مسلمانوں کی **اسلامی غیرت** سے اُمید ہوتی ہے کہ وہ اسکی تائید کرینگے۔ مگر پیسہ اخبار کو یہ توفیق نہ ملی کہ وہ **اسلام کی خدمت** میں حصہ لیتا۔ بہر حال ہم عام لوگوں کی غلط فہمی کو رفع کرنے کے لیے ان غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو ظاہر کرتے ہیں جو پیسہ اخبار نے اس میموریل کے متعلق کھائی اور کی ہیں۔

پہلی غلط فہمی اور غلط بیانی۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اس میموریل کو پڑھکر اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ ہم نے اتوار کے بجائے جمعہ کی تعطیل کی درخواست کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ مطلب اس میموریل کا یہ ہے کہ ہندوستان میں بجائے **اتوار کے دن سرکاری دفاتر اور کچہریوں میں جمعہ کی تعطیل ہوا کرے۔**

تعجب ہے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے اس میموریل کے کس مقام سے یہ نکالا ہے کہ اتوار کے بجائے جمعہ کی تعطیل ہوا کرے۔ غالباً اتوار کے ساتھ ایڈیٹر صاحبکو کچھہ خاص دلچسپی ہوگی جو اس قدر مخالفت کا زہر آپ نے اگلا ہے اور صرف اپنے خیال سے یہ سمجھکر کہ اتوار کی تعطیل بند کراکر جمعہ کی تعطیل کی خواہش ہے ایڈیٹر صاحبکو حق آگیا اور یاد نہ رہا کہ میں کیا لکھتا ہوں۔

ہم اُمید نہیں کرتے کہ ایڈیٹر صاحب اپنی اس غلط فہمی کو پڑھکر شرمندہ ہوں۔ اور اسکی اصلاح کیلیے آمادہ اگر انھوں نے یہ مان لیا کہ واقعی سے میں نے اس

میموریل کا مضمون سمجھنے میں غلطی کھائی ہے تو ہم سمجھ لیں گے کہ وہ قبول حق کے لیے اپنے اندر استعداد رکھتے ہیں۔

اس میموریل میں اتوار کے بجائے جمعہ کی تعطیل نہیں چاہی گئی بلکہ جمعہ کی الگ تعطیل مانگی گئی ہے اور اس کے لیے وجوہات پیش کیے ہیں۔

اوّل جمعہ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کر کے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھیرایا ہے جس کے لیے قرآن شریف میں ایک الگ سورۃ ہے۔

دوم۔ اتوار ہندوؤں اور عیسائیوں کی مذہبی رسم کے ادا کرنے کا مشترک دن ہے مگر مسلمان اپنے سبت کے مذہبی فرائض ادا کرنے سے محروم ہیں۔

سوم۔ تیرہ سو برس سے اس دن کی تعطیل ہوتی آئی ہے اور ہندوستان میں بھی قریباً آٹھ سو سال سے یہ تعطیل ہوتی رہی ہے۔ یہانتک کہ بعض ہندو ریاستوں مثل پٹیالہ وغیرہ میں بھی ابتک ہوتی رہی ہے۔ اور بھی وجوہات پیش کیے ہیں جن کا ذکر اسوقت ہمارا مقصد نہیں۔ بلکہ ہمکو صرف یہ کہنا ہے کہ پیسہ اخبار نے اس امر کے بیان کرنے میں یا تو غلطی کھائی ہے یا عمداً ایسا کیا ہے کہ بجائے **اتوار کے جمعہ کی تعطیل چاہی ہے** ہم اس کے بیان کرنے سے اسکا مطلب اور منشا یہ ہے کہ گورنمنٹ کو جو عیسائی ہے اور عیسائی پادریوں کو ہمارے خلاف جوش دلانے کہ ہم گویا **اتوار کے** (جو انکا مذہبی دن ہوتا ہے) تعطیل کے بند کرانے کی کوشش کرتے ہیں یا اسکی بیحرمتی کرتے ہیں۔

پیسہ اخبار کا ایسی کوشش کرنا کسی کے الفاظ میں اس سے زیادہ **بدنیتی اور بددیانتی کیا ہو سکتی ہے**۔ جبتک پیسہ اخبار اپنی اس غلط بیانی کا اعتراف کرکے اسکی تردید نہ کرے اسکی یہ تحریر اپنے اس نتیجہ کو ساتھ رکھتی ہے۔

دوسری غلط بیانی

پیسہ اخبار اپنے مبہم اور مشکوک تحریر میں ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے سلسلہ میں ایک لاکھ آدمی نہیں ہیں چنانچہ ایک جگہ تو صراحت سے یہ بھی لکھدیا ہے کہ اگر ایک لاکھ کی جمعیت صحیح ہوتی تو وہ ضرور سب مریدوں کے دستخط کرا کر بھیجتے۔"

اور ایک جگہ لکھا ہے کہ "مرزا صاحب نے لارڈ کرزن بہادر کو اس امر کا یقین دلانیکی کوشش کی ہے کہ میں ایک جماعت کا امام ہوں جو لاکھ آدمیوں سے زیادہ کی ہے۔"

ان فقرات سے پیسہ اخبار یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ **فرقہ احمدیہ** ایک قلیل التعداد آدمیوں کی جماعت ہے اور یہ بھی اسکا منشا ہے کہ لارڈ کرزن بہادر کو کوئی علم ذاتی اس جماعت کے متعلق نہیں ہے بجائیکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے زیادہ بدنیتی اور بددیانتی کیا ہو سکتی ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ کی وقعتی جماعت کو کم ظاہر کرنے کی کوشش کی جاوے۔

حضرت اقدس نے جیسا کہ میموریل میں ظاہر کیا ہے آپ کے متبعین اور مریدین کی تعداد واقعی ایک لاکھ سے زیادہ اور دو لاکھ کے قریب ہے اگر پیسہ اخبار کو شک ہے تو وہ گورنمنٹ سے درخواست کرے کہ وہ اس فرقہ کی **مردم شماری کرے**۔ اور پیسہ اخبار کا ایڈیٹر بھی ساتھ ہو۔ اگر پیسہ اخبار نے یہ غلطی اور دھوکا جا بجا کی مردم شماری کی رپورٹ سے کھایا ہے تو انکو معلوم ہو جاوے گا کہ مردم شماری کے ذمہ وار آفیسر کو اس فرقہ کے متعلق کیسی غلطی لگی ہے۔ ہم عنقریب اس غلطی کی اصلاح کے متعلق ایک سلسلہ مضامین کا لکھنے کی فکر کر رہے ہیں۔

بہرحال اس تعداد کے معلوم کرنے کا ایک اور بھی آسان طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر پیسہ اخبار کے لیے ممکن ہو تو وہ اُن فہرستوں کو معائنہ کرے جو ہر ہفتہ قادیان سے مرتب ہو کر ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور ذریعہ بھی ہے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں صوبہ **بمبئی** کی مردم شماری کی رپورٹ میں سے دکھایا ہے کہ وہاں ۱۱۰۸۷ اس فرقہ کی تعداد ہے جہاں حضرت اقدس کی دعوۃ بہت ہی کم پہونچی ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں یہ تعداد کتنی گنا زیادہ ہونی چاہیے۔

غرض ایک لاکھ سے زیادہ مریدوں کی تعداد کا ہونا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو گورنمنٹ یا پبلک کی نظر سے پوشیدہ ہو۔ ہاں اسی نظر سے پوشیدہ رہ سکتا ہے جو حق بین نہ ہو۔ یہ دوسری غلط بیانی ہے جو پیسہ اخبار نے کی ہے۔

تیسری غلط بیانی

میموریل کی اصل غرض پیسہ اخبار کے نزدیک صرف اپنی جماعت کی جمعیت کو ایک لاکھ ظاہر کرنا ہے جس سے بڑھ کر پیسہ اخبار ہی کے الفاظ میں کوئی بددیانتی اور بدنیتی نہیں ہو سکتی۔ خود پیسہ اخبار اپنے اس نوٹ میں تسلیم کر چکا ہے کہ مطلب اس میموریل کا یہ ہے کہ **سرکاری دفاتر اور کچہریوں میں جمعہ کی تعطیل ہوا کرے**۔ تعجب کا مقام ہے کہ ایک جگہ خود وہ گیر ایڈیٹر میموریل کا مطلب اور غرض تعطیل جمعہ بتاتا ہے اور دوسری جگہ ایک لاکھ مریدوں کی تعداد کا اظہار ہے ہے حافظہ نباشد

چوتھی غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ میموریل میں ایسی ہی خوشامد اور ویسرائے بہادر کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جیسی ایک عام آدمی کرتا ہے۔ اسمیں مسیح اور نبی والی ایک بھی بات نہیں۔"

یہ فقرے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے قابلیت کی داد دینے کے قابل ہیں۔ یا تو یہ امر واقعی ہے کہ پیسہ اخبار امر **واقعی** اور **خوشامد** کے درمیان فرق نہیں کر سکتا اور یا یہ ہے کہ لارڈ کرزن بہادر کے جن گرانقدر احسانات کا تذکرہ کیا گیا ہے پیسہ اخبار کے نزدیک انکی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اگر یہی بات ہے کہ لارڈ کرزن بہادر کے ان احسانات کے ذکر کرنے کا نام خوشامد ہے تو اس سے بڑھ کر بدنیتی اور بددیانتی کیا ہوگی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ لارڈ کرزن بہادر نے قلعہ لاہور کی مسجد مسلمانوں کے لیے واگذار کی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ریلوے والی مسجد مسلمانوں کے لیے واگذار کی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ لاہور کی شاہی مسجد کے لیے قیمتی لالٹین وایسرائے بہادر نے عطا کیا؟ وزیر خاں کی مسجد میں ایک ممبر عطا کیا؟ اگر یہ صحیح ہے تو کیا ان امور کے ذکر کو خوشامد کہنا پیسہ اخبار کے نزدیک **بددیانتی اور بدنیتی نہیں ہے؟** لارڈ کرزن کی گورنمنٹ کیا اپنی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور احسانوں کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اسکا شکریہ ادا کیا جاوے؟ اگر پیسہ اخبار کے نزدیک یہ خوشامد ہے تو پھر معلوم نہیں **امر واقعی** کا اظہار کیا حیثیت رکھتا ہے۔

اپنی اس غلط بیانی کے ضمن میں ایکبات پیسہ اخبار نے عجیب کہی ہے جو کبھی معمولی نگاہ سے نہیں دیکھی جانی چاہیے۔ اور وہ یہ ہے کہ خوشامد سے وایسرائے کو خوش کرنیکی کوشش کی گئی ہے اسمیں مسیح اور نبی والی ایکبات بھی نہیں۔

پہلے جملہ کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ **وایسرائے خوشامد پسند ہے** اور خوشامد پسند انسان مراتب انصاف کو جہانتک نگاہ رکھ سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ اس قسم کا فقرہ ہماری رائے میں نہایت ہی **نفرت** سے دیکھے جانیکے قابل ہے اور یہ گویا وایسرائے بہادر کا لائبل ہے بلکہ گورنمنٹ کا لائبل ہے۔ اور دوسرے لوگونکو ایسی بات سے روکنا ہے کہ اپنی گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا اظہار بطور تشکر و امتنان نہ کر سکیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ایک مسلمان کے منہ سے (جو **من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ** کی تعلیم کا پابند ہو۔ اور جسے **ھل جزاء الاحسان الا الاحسان** کی ہدایت کی گئی ہو

تازہ الہامات
۳ر فروری ۱۹۰۳ء برنہا ما عندھم من الوماح۔ جسقدر تیر لگنے اپس تھے وہ اب نکال لیے گئے۔ ۸ر فروری کا حرف مہیجاً جوش کے اٹھانیوالی لڑائی۔ ۹ر فروری۔ انی مع الاسباب آتیک بغتة۔ انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب۔ انی مع الرسول محیط۔ انی مع الرسول اقوم لن ابرح الارض الی الوقت المعلوم +++ (۴ر فروری۔)

وہ ایک محسن کے احسان کے اظہار کا نام خوشامد رکھتے ہیں۔ شرم! شرم!! شرم!!!

اس جملہ میں نبیوں اور مسیح کی بھی بیحرمتی کی گئی ہے کیونکہ اظہار امتنان پیسہ اخبار کے نزدیک مسیح اور نبی کی شان سے بعید ہے؟ کیا نبی اپنے بادشاہ وقت کے فرمانبردار نہیں ہوتے؟ کیا **مسیح** ناصری باغی تھا؟ کیا اُس نے نہیں کہا تھا کہ جو خدا کا ہے خدا کو دو اور جو قیصر کا ہے قیصر کو دو۔ کیا اُس نے اپنی مسیحیت کی وجہ سے اپنی الگ حکومت قائم کی تھی؟

کیا پیسہ اخبار کسی نبی کی تاریخ میں ایسا دکھا سکتا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے وفادار رعایا نہیں ہوتے؟ یا یہ امر منافی نبوۃ و مسیحیت ہے؟ پیسہ اخبار کی یہ نرالی منطق اس کے لیے بہت کچھ شرم دلانے کا موجب ثابت ہوگی مگر اس سے ایک کام کی بات کا پتہ لگتا ہے جو پیسہ اخبار اور اُس کے ہمخیال لوگوں کے عقیدہ کو ظاہر کیے دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کا خیالی اور فرضی **مسیح جب آئیگا وہ گورنمنٹ کی وفادار رعایا کیطرح اُس کے احسانات کا شکر گذار نہ ہوگا**۔ کیونکہ اس شکر گذاری کے اظہار ہی کو پیسہ اخبار خوشامد قرار دیتا ہے کہ **مسیح اور نبی والی بات نہیں ہے** کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ انکا **خیالی مسیح ایسا وفادار نہ ہوگا**؟ اب گورنمنٹ کے لیے عجیب موقع پیسہ اخبار نے دیدیا ہے کہ وہ اس سوال کو حل کرے اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ ایک عرصہ سے اس سوال کو حل کرچکی ہے۔

پیسہ اخبار یاد رکھے کہ اس سے بڑھ کر بدنیتی اور بددیانتی کیا ہوسکتی ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جاوے کہ کوئی **نبی یا مسیح** گورنمنٹ وقت کے احسانات کا شکر گذار نہیں ہوسکتا۔

پانچویں غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ "مرزا صاحب کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ حاکم وقت کو دھوکا دیں اور اپنے سوا تمام مسلمانوں کو سرکار کا دشمن ٹھیرائیں"۔ اس فقرہ کا پہلا جواب تو یہی ہوسکتا ہے **لعنة الله علی الکاذبین** + حاکم وقت کو دھوکا دینا ہمارے نزدیک سب سے بڑھ کر غداری اور بے ایمانی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی بددیانتی اور بدنیتی نہیں ہوسکتی + مگر ہمکو اندیشہ ہوتا ہے کہ پیسہ اخبار خود اپنی قائم کردہ اصطلاح کے نیچے نہ آجاوے۔ حضرة مرزا صاحب نے کبھی مسلمان کو سرکار کا دشمن نہیں ٹھہرایا۔ ہاں یہ ہمیشہ کہا ہے کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کا عقیدہ صحیح نہیں ہے اگر اسکا نام دھوکا ہے تو پیسہ اخبار یاد رکھے ہم اس اعلان سے نہیں رک سکتے

گورنمنٹ خود اسکو سمجھ سکتی ہے۔ اور سمجھ چکی ہے۔ بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ میں اس امر کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس فرقہ کی خاص علامت یہ ہے کہ **وہ نہ جہاد کو موجودہ حالت میں ہی رد کرتا ہے بلکہ آیندہ بھی کسیوقت اسکا منتظر نہیں۔ مذہب کے پھیلانے کی خاطر خون بہانے کو یہ فرقہ قطعاً ممنوع سمجھتا ہے۔**

اب پیسہ اخبار بتائے کہ کیا وہ اس کا نام دھوکا رکھتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہم لوگ جیسے اسوقت جہاد کو حرام سمجھتے ہیں آیندہ بھی کسیوقت اُس کے منتظر نہیں۔ برخلاف اس کے بعض دوسرے مسلمان جو خونی مہدی اور خونی مسیح کے وقت جہاد کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں کیا پیسہ اخبار ثابت کر سکتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں؟ بلکہ خود پیسہ اخبار کے الفاظ جنکو ہم یہاں نقل کرتے ہیں اسپر صاف دلالت کرتے ہیں کہ وہ آیندہ کسی وقت جہاد کے قایل ضرور ہیں چنانچہ پیسہ اخبار لکھتا ہے:۔

"ہرگز مسلمان ہندوستان ایسے احمق نہیں ہیں جو ایسی پرامن حکومۃ میں جہاد پر اُدھار کھائے بیٹھے ہوں اسلام کی تعلیم کا منشا ہرگز حالت امن اور سلامتی میں جہاد کرنا نہیں ہے۔"

ان فقرات کو پڑھ کر ہر ایک دانشمند اس نتیجہ پر ضرور پہونچ جاتا ہے کہ پیسہ اخبار کے نزدیک اسوقت جہاد کرنا نہیں نہ یہ کہ آیندہ بھی کسی وقت۔ کیا جہاں یعنی خونی مہدی اور خونی مسیح کے وقت۔

سلسلہ عالیہ **احمدیہ** اور دوسرے ان مسلمانوں کے درمیان جو خونی مہدی یا خونی مسیح کے منتظر ہیں **یہی مابہ الامتیاز ہے**۔ اور جسکو پیسہ اخبار کہتا ہے کہ حاکم وقت کو دھوکا دینا ہے حالانکہ دھوکا دینا یہ ہے کہ اسوقت کہتے ہیں جہاد نہیں اور دل میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ **مہدی اور مسیح کے وقت جہاد کیا جاوے** ہم پیسہ اخبار ہی سے پوچھتے ہیں کیا اس سے بڑھ کر بھی بدنیتی اور بددیانتی ہوسکتی ہے؟

چھٹی غلط بیانی

پیسہ اخبار کہتا ہے کہ جہاد کے اس پہلو پر سر سید احمد خان اور مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب مرزا صاحب سے پہلے ہی لکھ چکے ہیں اور مرزا صاحب انکی تقلید کر رہے ہیں۔ ہمنے اس غلط بیانی پر مفصل ریمارک الحکم نمبر ۴ جلد ۶ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۲ء میں شائع کیا ہے جسکا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا گیا ہے اور پیسہ اخبار اسکا کوئی جواب نہیں دیسکا اور نہ دے سکے گا۔ اسمیں ہمنے واضح طور پر دکھا دیا ہے کہ سب سے پہلا محرک اور بہیر عملی طور پر جہاد کی ممانعت اور حرمۃ کا نقش بٹھانے والا کون شخص ہے + اور یہ مخفی بات نہیں۔ ہم اسپر اور بھی تفصیل سے لکھیں گے جب جہاد کے قطعی استیصال کی تجویز والا مضمون شائع کرینگے

بہرحال اس غلط بیانی میں کم از کم اتنا پیسہ اخبار کو مان لینا پڑا ہے کہ حضرت اقدس برابر جہاد کی مخالفت کے متعلق کام کر رہے ہیں +

ساتویں غلط بیانی

پیسہ اخبار کہتا ہے کہ "مرزا صاحب کے مرید دلی کوشش شب و روز یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کے خیالات سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اُٹھائیں اور نہ مرزا صاحب کی سب تالیفات کا مقصد جہاد کی رسم کو اُٹھانا ہے انکی غرض اور مقصد پیری مریدی کی علیحدہ گدی قائم کرنے کے اور کچھ نہیں۔"

اسمیں پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو یہ تسلیم کر لینا پڑا ہے کہ کم از کم اگر مرزا صاحب کی ساری تالیفات کا مقصد جہاد کی رسم کو اُٹھانا نہیں ہے تو اکثر کا ضرور ہے کیونکہ اس فقرہ (نہ مرزا صاحب کی سب تالیفات کا مقصد جہاد کی رسم اُٹھانا ہے) میں سب کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ سب میں نہیں اکثر میں ہے لیکن ہم پیسہ اخبار کو یقین دلاتے ہیں کہ سب میں ہے اور یقیناً ۶۰ کے قریب ایسی کتابیں شائع شدہ ہیں ان کتابوں کی کسیقدر فہرست ہمنے اس مضمون میں جسکا حوالہ اوپر دیا ہے پیسہ اخبار کو تو نام بنام شمار کرا دیں گے انشاء اللہ۔

یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے مرید دلی شب و روز یہ کوشش نہیں ہے یہ پیسہ اخبار کی دانشمندی کا نتیجہ ہے پیسہ اخبار کی رائے میں اگر ہم لوگ اپنی جماعت کے بڑھانے اور اپنے عقائد اور اصول کی تبلیغ میں شب و روز کوشاں ہیں تو دوسرے الفاظ میں اس کے یہی معنی ہیں کہ ہم **جہاد** بیہودہ خیالات کو دور کر رہے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہی خیالی **خونی مہدی اور خونی مسیح** کے اعتقاد کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے + پس جسقدر اشاعۃ اور تبلیغ ہم اس سلسلہ کی کرتے ہیں وہ گویا جہاد ہی کی حرمۃ کی اشاعۃ کرتے ہیں۔

یہ بالکل غلط امر ہے کہ پیری مریدی کی گدی کا قائم کرنا مقصود ہے بلکہ ہم ان گدیوں کے مخالف ہیں جو قائم ہیں ہاں یہ سچ ہے کہ ہم ایسی جماعۃ بنانا چاہتے ہیں جو بنی نوع انسان کی سچی خیرخواہ ہو گورنمنٹ کی حقیقی وفادار ہو۔ اور امن و سلامتی

کی روح پھونکنے والی ثابت ہو۔

غرض یہ غلط بیانیاں ہیں جو پیسہ اخبار نے اپنے اس معمولی نوٹ میں کی ہیں۔ ہم اسپر زیادہ تفصیل سے سردست لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ ستین اور منصف مزاج پبلک ان عقائد سے ناواقف نہیں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہیں اور جو دوسرے خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر لوگوں کے ہیں۔

آخر میں ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار نے مسلمان کہلا کر ایک نقطہ بھی تعطیل جمعہ کے متعلق نہ لکھا اور اپنی ساری منطق بیہودہ بحث میں صرف کردی پیسہ اخبار کا ایڈیٹر کیا یقین دلا سکتا ہے کہ وہ ہماری اس تحریر کو خدا ترسی سے پڑھکر صحیح نتیجہ پر پہونچ جاویگا۔ شعر

من آنچہ شرط بلاغست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

صبغۃ الولا پر ریمارک

نمبر اوّل

منشی واحد علی صاحب ملتانی نے حضرۃ اقدس مسیح موعود کے رسالہ دافع البلا پر ایک کھلا خط بطور ریویو صبغۃ الولا کے نام سے موسوم کرکے بصورۃ رسالہ شائع کیا ہے جس کی ایک کاپی ہمیں اپنے محترم مولانا عبد الکریم صاحب کے ذریعہ سے ملی ہے۔*

ہم نے اس رسالہ کو پوری توجہ اور غور سے مکرر پڑھا ہے اور جس نتیجہ پر ہم پہونچے ہیں اسے اس ریمارک کی طرز پر عام نفع رسانی کے لیے شائع کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے ملتانی ریویو نگار اور انکے ہمخیال دوست ان ریمارکس کو خالی الذہن ہو کر پڑھیں گے۔ *

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کی پہلی خطرناک غلطی۔

منشی واحد علی صاحب پہلے وہ مسلمان نہیں ہیں جنھوں نے حضرت اقدس مسیح موعود کے خلاف قلم اٹھایا ہو۔ بلکہ انسے پہلے بہت سے لوگوں نے بڑے دم خم کے ساتھ اس سلسلہ عالیہ کی مخالفت کے لیے قلم اٹھائے اور انکا جو انجام اور حشر ہوا وہ پبلک سے پوشیدہ نہیں۔ جہانتک ہمیں ان مخالفانہ تحریروں کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے ہم نے ان تحریروں میں ایک خطرناک غلطی کا ارتکاب دیکھا ہے جس سے ہمارے ریویو نگار ملتانی کی تحریر بھی خالی نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اعتراض کرتے وقت اس امر کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے کہ ہمیں اس سلسلہ کو **منہاج نبوۃ** کے معیار پر پرکھنا چاہئے نہ اپنی خیالی اور فرضی باتوں سے۔ یہ ایک فرو گذاشت یا خطائ عمد ہے جس سے انکے سارے اعتراضوں کی حقیقت کھلجاتی ہے۔

حضرۃ مسیح موعود کا سلسلہ جیسا کہ ہمارے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ **منہاج نبوۃ** کے معیار کو چھوڑتے ہیں؟

اگر منہاج نبوۃ کو مد نظر رکھکر وہ ہماری تحریروں کو پڑھیں یا انپر کچھ لکھنے کا ارادہ کریں تو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ ان کے قلم ٹوٹ جاویں اور انھیں سر تسلیم خم کرنا پڑے بشرطیکہ خشیۃ اللہ اور تقوی اللہ زیر نظر ہو۔

ہم افسوس اور دلی رنج کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے ملتانی ریویو نگار نے یہ پہلی اور خطرناک غلطی اپنے اقران و امثال کیطرح کھائی ہے کہ انھوں نے دافع البلاء کے مضامین کو پڑھا مگر منہاج نبوۃ سے الگ رکھکر۔

بارہا ہماری طرف سے اس قسم کے اعلان ہوئے کہ ہم ایسے اعتراض سننے کے لیے بڑے شوق سے آرزو مند ہیں جو پہلے کسی راستباز اور مامورین اللہ پر نہ کیے گئے ہوں اور صرف حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی پر کیے گئے ہوں مگر ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا اور پھر دعوی سے کہتے ہیں کہ ابدالآباد تک نہیں دیا جاویگا اور یہ عظیم الشان ثبوت ہے ہمارے سید و مولی امام علیہ السلام کی صداقت کا۔ مگر

اہل دل کے لیے

اسلیے ہم اس ریمارک میں انشاء اللہ العزیز یہ دکھانے کی سعی کرینگے کہ اگر ہمارے ریویو نگار صاحب کا طرز استدلال ٹھیک ہو تو پھر انھیں مشکل تر ہو جاویگا دنیا میں کسی راستباز کی راستبازی اور ماموریت کا ثابت کرنا۔

دوسری غلطی

پھر ہمارے خلاف قلم اٹھانیوالے مستعجلین کی ایک یہ بڑی غلطی ہے کہ باوجودیکہ وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کو سنتے اور پڑھتے ہیں کہ وہ اپنے آپکو ان آیات اور احادیث کا مصداق بتاتے ہیں جو انکے خیالی یا ذہنی مسیح موعود کے لیے آئی ہیں اور جنمیں ان کی بزرگی اور برتری کا بھی ذکر ہے لیکن جب وہ مخالفت کے لیے کچھ کہنا چاہتے ہیں تو ان مراتب و فضائل کو بھول جاتے ہیں۔ اور یا یہ کہ انپر اعتقاد ہی نہیں رکھتے ہوں گے۔ کیونکہ وہی اعتراض انکے خیالی مسیح موعود پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ یہ ٹھوکر بھی ہمارے نامہ نگار کو لگی ہے۔

اور اس نے انکو یہ نہیں سمجھنے دیا کہ کیا جن صفات کے دعوی کی وجہ سے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کو مورد اعتراض ٹھیراتے ہیں۔ ان کے ذہن میں جو آنیوالا شخص ہے وہ ان صفات سے عاری اور تہیدست ہو کر آئیگا؟ اگر وہ اسپر غور کر لیتے تو شاید انھیں مخالفت میں قلم اٹھانے سے پہلے ضروری ہوتا کہ اس امر پر پہلے غور کرنی ضروری ہے کہ کیا یہ واقعی مسیح موعود ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا منہاج نبوۃ پر اسکا ثبوت ہے؟ مگر نہیں انھوں نے ریویو نگاری کی دھن میں اس امر پر ہرگز غور نہیں کی اور یونہی جو جی میں آیا اناپ شناپ کہدیا۔

تیسری غلطی

ان دو غلطیوں کے علاوہ ایک اور غلطی بھی ہے جسکی تاریکی میں ہمارے عام مخالف اور انکی تقلید سے ہمارے ملتانی ریویو نگار صاحب بھی مبتلا ہیں اور وہ یہ ہے کہ جو **الہامات** ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں ان کے معنی اور تفسیر وہ خود کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ اسکا کوئی حق انکو نہیں دیا گیا۔ اور جبکہ خود ملہم کے اپنے کلام میں اسکی ضروری تفسیر موجود ہوتی ہے کیوں اس سے احتراز کرکے اپنی اختراع اور ایجاد کو ملحوظ رکھکر اعتراض کر دیا جاتا ہے۔

یہ تین خطرناک غلطیاں ہیں جو ہمارے مخالفوں کے لیے ٹھوکر کا پتھر ہوتی ہیں اور باوجودیکہ دنیمر ٹھوکر کھا کر خود گرتے ہیں۔ لیکن دوسرونکو آگاہ نہیں کرتے۔

پس اس ریویو نگار نے بھی اپنے ریویو کو اس بار تثلیث کے گرداب میں ڈالا ہوا ہے جیسا کہ ہم اپنے مقام پر ظاہر کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

تمہید

صفحہ ۱-۸ تک ریویو نگار نے ایک تمہید لکھی ہے۔ جس کے صفحہ اول پر آپنے دافع البلاء کا یہ خلاصہ دیا ہے۔

الف۔ میں مسیح موعود ہوں۔
ب۔ ابن مریم سے بدرجہا اچھا ہوں
ج۔ میں نبی ہوں۔ خاتم الانبیاء و خاتم الاولیاء ہوں۔

---

* ہم چاہتے تھے کہ بہت عرصہ پہلے ان ریمارکس کو شایع کرتے مگر اب تک کثرت مضامین اور قلت گنجائش مانع رہی اور بدستور مانع ہے مگر محض اس خیال سے ہمنے اس سلسلہ کو جاری کرنا ضروری سمجھا کہ منشی واحد علی صاحب کو یہ گمان باطل پیدا ہو گیا ہے کہ ان کے رسالہ کا جواب دو سال میں بھی نہ لکھا جاویگا۔ ہم یہ دعوی تو نہیں کرتے کہ ہمارے ریمارکس کا جواب ۲ سال تک نہ لکھا جاویگا مگر اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اس اسلوب پر جواب دینا انکو آسان بھی نہ ہوگا۔ منہ

فٹ نوٹ۔ ہماری اس تحریر میں جہاں کہیں راستباز یا برگزیدہ کا لفظ آئے گا۔ اس سے ہماری مراد اس شخص سے ہوگی جو خدا تعالی کیطرف سے مامور ہو کر آتا ہے۔ منہ

د ۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین کے برابر ہوں کیونکہ میں سچا شفیع ہوں۔ اور صرف اک زمانہ میں قیامت تک نجات دلانے والا ہوں۔

ہ ۔ اہلبیت رسول علیہ السلام سے بڑھ کر ہوں

و ۔ میں ابن اللہ ہوں۔

ز ۔ جسطرح میں اللہ میں سے بطور اولاد ہوں اسی طرح اللہ مجھ سے بطور میری اولاد کے ہے یعنی اب اللہ بھی ہوں۔

ح ۔ میرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے مجھ سے بیعت کرنا خدا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کے برابر ہے مجھے اسطرح نماننے کیوجہ سے اور مجھے برا کہنے کی وجہ سے خداتعالی نے بطور سزا کے اس ملک میں طاعون بھیجا ہے۔

ط ۔ اللہ تعالی کے آگے سر جھکانا اور یہ دعا مانگنا کہ ہمیں اس وبا سے محفوظ رکھ یہ بھی ضلالت ہے

ی ۔ علاج صحیح یہ ہے کہ مجھ پر ان اوصاف و عقائد و شرائط کے ساتھ ایمان لاؤ جو اسطرح مجھپر ایمان نہ لائیگا مبتلا ر طاعون ہو کر مرجائے گا۔

یہ دس باتیں تمہید کے صفحہ اول کا خلاصہ ریویو نگار صاحب کے ہی قریبا الفاظ میں ہے جو انھوں نے بزعم خود دافع البلا کا خلاصہ بتایا ہے۔

ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل صحیح ہیں اور بعض بالکل افترا ہیں اور بعض ریویو نگار صاحب کی خیالی تفسیر اور طبعزاد معنوم اختراعی کا نتیجہ ہیں۔ جیسا کہ ہم اپنے اپنے مقام پر انشاء اللہ العزیز ظاہر کرینگے۔

چنانچہ منشی واحد علیصاحب نے حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اصل الفاظ کو چھوڑ کر اور لاتقربوا الصلوۃ کے مضمون پر عمل کر کے یہ اتہام لگا دیا ہے کہ گویا آنحضرۃ علیہ الصلوۃ والسلام کو ابن اللہ ہونیکا دعوی ہے ایک ناحق شناس ناواقف اس لفظ سے چونک پڑتا اور بے اختیار ہو کر راستباز کی مخالفت میں تیرہ دل ہو کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے لیکن جب اُسے حقیقت پر اطلاع ملے تو ممکن ہے کہ اسکی سمجھ میں آجاوے۔

ہمارے مخالفوں نے یہ کیسی تحریف کی ہے کہ اصل الفاظ کو چھوڑ کر اور اپنے خیالی نتائج سے کام لیتے ہیں۔ ہم اسی ایک لفظ کے متعلق دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کیا فرماتے ہیں۔ دیکھو دافع البلا صفحہ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ اسپر حضرۃ اقدس نے حاشیہ دیا ہے وہ ایک نیکدل خداترس کیلیے کافی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے ملتانی ریویو نگار کی بدقسمتی سے انکو اس سے فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ ملا۔ بہرحال وہ حاشیہ یہ ہے۔

یاد رہے کہ خداتعالی بیٹوں سے پاک ہے نہ اُسکا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسیکو حق پہونچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں لیکن یہ فقرہ اسجگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے خداتعالی نے قرآن شریف میں آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا یداللہ فوق ایدیھم۔ ایسا ہی بجائے قل یا عباداللہ کے قل یا عبادی بھی کہا اور یہ بھی فرمایا فاذکرواللہ کذکرکم اباءکم پس اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھکر ایمان لاؤ۔ اور اسکی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے تاہم متشابہات کی پیروی کرو۔ اور ہلاک ہوجاؤ گے۔ میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم اللہ واحد والخیر کلہ فی القرآن۔

اب ہم اس حاشیہ اور تشریح کو جو انت منی بمنزلۃ اولادی کے متعلق کی گئی ہے پیش کر کے پوچھتے ہیں کہ منشی واحد علیصاحب خدا سے ڈر کر بتائیں کہ کیا وہ اعتراض ان معنیں میں قائم رہتا ہے جس میں انھوں نے پیش کر کے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنا چاہا ہے۔

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

(باقی دوسرے نمبر میں)

نئی کتابیں

مختلف خبریں

مشہور ہے کہ امیر کابل اخیر ماہ ستمبر میں ہندوستان تشریف لاویگا گر دیدہ باید۔

سنا جاتا ہے کہ آیندہ پایہ تخت کا کام حلال آباد منتقل کرینگے گر کوشش ہو رہی ہے کہ پیغامات تار کی اقسام میں سے ڈیفرڈ (ملتوی) اڑا کر معمولی (آرڈینری) اور ضروری (ارجنٹ) صرف دو قسمیں رہنے دیجاویں۔ ٹیلی کا محصول ۸ لفظ کی لیے ۸ر اور ضروری کا عصہ ہو اور پتہ میں صرف چار لفظ معاف رکھے جاویں۔

سلطان مسقط کے شاہزادہ صاحب نے علیگڑھ کالج کو کو دیکھا اور ٹرسٹیوں کیطرف سے ایڈریس لیا جواب ترجمان کے ذریعہ دیا گیا۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ کی دو لڑکیاں حسرت بھری نگاہ سے لاہور کی سیر کر رہی ہیں۔ اپنے دادا کی سمادھ کو بھی دیکھا

ونڈرولا کا محاصرہ اُٹھا لینا غنیم طاقتوں نے مان لیا ہے ۲۸ تاریخ کو اُٹھا لیا جاویگا۔ ونڈرولا کی کفالتیں کافی سمجھی گئی ہیں

کہتے ہیں ترکی نے بلگیریا کے باغیوں کو متنبہ کرنیکی انگلستان سے درخواست کی ہے مگر لارڈ لینڈ ڈون نے بیان کیا ہے کہ اس معاملہ میں صرف روس ہی کچھ کر سکتا ہے۔

فرانس نے سلطان مراکو کو ۷ ملین فرانک ۵ فیصدی سود پر دینے کا انتظام کیا ہے اور کسٹم کی آمدنی کو کفالت میں لیا گیا ہے سلطان نے اس قرضہ کو منظور کر لیا ہے۔

ڈربن میں طاعون کے ۴۴ کیس ہوئے جنمیں سے ۲۸ مر گئے

امریکا میں چند مستورات نے ارادہ کیا ہے کہ ایک بنک نیویارک شہر میں کھولیں اور اسکا کل کاروبار عورتیں کیا کریں۔

حضور ڈیوک آف کناٹ ۱۹ کو بمبئی سے عازم انگلینڈ ہونگے۔ لنڈن کو ہوم آرک بشپ آف کنٹربری سخت علیل ہیں۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

انکو تاریکی میں چھوڑتا ہے جو **نور** کی طرف لیجاتا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ جو صبر اور صدق دلی سے میرے پیچھے آتا ہے وہ ہلاک نہ کیا جاوے گا بلکہ وہ اسی زندگی سے حصہ لے گا جسکو کبھی فنا نہیں + اسقدر لوگ جو میرے ساتھ نہیں اور جو اب اسوقت موجود ہیں کیا انمیں سے ایک بھی ہے جو یہ کہے کہ اس نے کوئی نشان نہیں دیکھا؟ ایک نہیں سیکڑوں نشان خدا تعالیٰ نے دکھلائے ہیں مگر نشانات پر ایمان کا حصر کرنا یہ ٹھوکر کھانیکا موجب ہوجایا کرتا ہے۔ جبکا دل صاف ہے اور خدا ترسی اُسمیں ہے میں اُس کے سامنے دوبارہ آنے کے متعلق حضرت عیسیٰ ہی کا فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ وہ + مجھے سمجھاوے کہ یہودیوں کے سوال کے جواب میں (کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا آنا ضروری ہے) جو کچھ مسیح نے کہا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ یہودی تو اپنی کتاب پیش کرتے تھے کہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں ایلیا کا آنا لکھا ہے مثیل ایلیا کا ذکر نہیں مسیح یہ کہتے ہیں کہ آنے والا یہی یوحنا ہے چاہو تو قبول کرو۔ اب کسی منصف کے سامنے فیصلہ رکھو اور دیکھو کہ ڈگری کسکو دیتا ہے؟ وہ یقیناً یہودیوں کے حق میں فیصلہ دیگا مگر ایک مومن جو خدا تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور جانتا ہے کہ خدا کے فرستادے کسطرح آتے ہیں وہ یقین کرے گا کہ مسیح نے جو کچھ کہا اور کیا وہی صحیح اور درست ہے۔

اب اسوقت وہی معاملہ ہے یا کچھ اور۔ اگر خدا کا خوف ہو تو بھر بدن کانپ جاوے یہ کہنے کی جرأت کرتے ہوئے کہ یہ **دعوےٰ جھوٹا ہے**

افسوس اور حسرت کی جگہ ہے کہ ان لوگوں میں اتنا بھی ایمان نہیں جتنا کہ اس شخص کا تھا جو فرعون کے قوم میں سے تھا اور جسنے کہا کہ اگر یہ کاذب ہے تو خود ہلاک ہوجائے گا۔ میری نسبت اگر تقویٰ سے کام لیا جاتا تو اتنا ہی کہدیتے اور دیکھتے کہ کیا خدا تعالےٰ میری تائید میں اور نصرت کررہا ہے یا میرے سلسلہ کو مٹا رہا ہے +

میری مخالفت میں ان لوگوں نے قرآن شریف کو بھی چھوڑ دیا ہے میں قرآن شریف پیش کرتا ہوں اور یہ اس کے مقابلہ میں احادیث کو پیش کرتے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ احادیث اسدرجہ پر نہیں ہیں جو قرآن شریف کا درجہ ہے۔ اور نہ ہم احادیث کو کلام اللہ کا درجہ دیسکتے ہیں احادیث تیسرے درجہ پر ہیں۔ امر اتفاقی مانی ہوئی بات یہ ہے کہ وہ ظن کے لیے مفید ہیں

ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

اصل میں تین چیزیں ہیں۔ **قرآن۔ سنّۃ۔ حدیث۔** قرآن خدا تعالیٰ کی پاک وحی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور سنّۃ وہ اُسوۂ حسنہ ہے جو آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی الٰہی کے موافق قائم کرکے دکھایا۔ قرآن اور سنّۃ یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کام تھے کہ انکو پہونچا دیا جاوے اور یہی وجہ ہے کہ جب تک احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں اسوقت تک بھی شعائر اسلام کی بجا آوری برابر ہوتی رہی ہے۔ اب دھوکا یہ لگا ہے کہ یہ لوگ احادیث کو اور سنّۃ کو ایک کردیتے ہیں حالانکہ یہ ایک چیز نہیں ہیں۔ پس احادیث کو جبتک قرآن اور سنّۃ کے معیار پر پرکھ نہ لیں ہم کسی درجہ پر رکھ نہیں سکتے لیکن یہ **ہمارا مذہب ہے کہ ادنیٰ سی ادنیٰ حدیث بھی جو اصول حدیث کی رو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن اگر قرآن یا سنّۃ کے خلاف نہیں تو وہ واجب العمل ہے۔**

مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ نہیں محدثین کے اصول تنقید کی رو سے جو صحیح ثابت ہو وہ خواہ قرآن اور سنّۃ کی کیسی ہی مخالف ہو اسکو مان لینا چاہیے۔ اب عقلمند غور کریں اور خدا کا خوف دلمیں رکھکر فکر کریں کہ **حق کس کے ساتھ ہے؟** ان کے یا میرے۔ میں خدا کے کلام اور اُس کے پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل کو مقدم کرتا ہوں۔ اور یہ ان لوگوں کی باتوں اور خیالی اصولوں کو مقدم کرتے ہیں جنھوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا کہ یہ اصول تنقید احادیث کے ہم نے خدا کی وحی اور الہام سے قائم کیے ہیں۔

اگر یہی بات ہے کہ احادیث کے لیے قرآن اور سنّۃ کے علاوہ کوئی اور معیار ہے جو محض اپنی دانش اور عقل سے قائم کیا گیا ہے تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے؟ سنیوں کی پیش کردہ احادیث یا شیعوں کی پیش کردہ احادیث صحیح نہ مانی جاویں کیوں ایک فریق دوسرے کو رد کرتا ہے؟ اسکا جواب ہمیں کوئی کچھ نہیں دیتا + ان ساری باتوں سے بڑھکر اور بات ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں یہ اقرار کیا ہے کہ اہل کشف جو لوگ ہوتے ہیں وہ احادیث کی صحت کے لیے محدثین کے اصول تنقید احادیث کے پابند نہیں ہوتے بلکہ وہ بعض اوقات ایک صحیح حدیث کو ضعیف ٹھیرا سکتے ہیں یا ضعیف کو صحیح کیونکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اطلاع پاتے ہیں۔

جب یہ بات ہے تو پھر **مسیح موعود** جو حکم ہو کر آئے گا کیا اُسکو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ احادیث کی صحت بطریق پر کرسکے۔ کیا وہ خدا تعالیٰ سے فیض نہ پاسکے گا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے محروم ہوگا۔ اگر اسکو یہ مقدرت نہ ہوگی تو پھر بتاؤ کہ ایسا حکم کس کام اور مصرف کا ہوگا۔

اس لیے احادیث کو یہ لوگ جب مختلط کرنے لگیں تو اس امر کو کبھی بھولنا نہ چاہیے کہ قرآن اور سنّۃ سے اسکو الگ کرلیا جاوے۔ ہمارے ضلع میں حافظ ہدایت علی صاحب ایک عہدہ دار تھے مجھے اکثر اُن سے ملنے کا اتفاق ہوتا تھا ایک بار انھوں نے کہا کہ میں ان کتابوں کو جنمیں مسیح اور مہدی کے آنے کا ذکر ہے دیکھ رہا تھا۔ ان میں ہزاروں نشانیاں قائم کر رکھی ہیں۔ چونکہ ساری نشانیاں تو پوری ہونے سے رہیں اسلیے مجھے اندیشہ ہے کہ اسوقت جھگڑا ہی پڑے گا۔ یہ لوگ اس وقت تک ماننے سے رہے جبتک وہ ساری نشانیاں پوری نہ ہولیں اور وہ نشان یکدفعہ پوری ہونے سے رہے + حقیقت میں انکی فراست صحیح نکلی اسوقت وہی ہوا۔ انکار ہی کیا گیا۔

اصل بات یہی ہے جسکو میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ پیشگوئیوں کا بہت بڑا حصہ مجازات اور استعارات کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ ظاہری رنگ میں بھی پورا ہوجاتا ہے یہی ہمیشہ سے قانون چلا آیا ہے اس سے ہم تو انکار نہیں کرسکتے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے **اگر ساری حدیثیں پوری ہونی ہیں یعنی جو سنیوں کی ہیں وہ بھی اور جو شیعوں کی ہیں وہ بھی علیٰ ہذا القیاس تمام فرقوں کی تو یقیناً یاد رکھو کہ پھر نہ کبھی مسیح ہی آئے گا اور نہ مہدی۔**

دیکھو میری ضرورۃ سے زیادہ تو آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورۃ تھی جب آپ تشریف لائے اب بتاؤ کہ کیا اُسوقت سب نے آپکو تسلیم کرلیا تھا؟ اور کیا وہ سارے نشانات جو توریت یا انجیل میں آپ کے لیے رکھے گئے تھے پورے ہوگئے تھے؟ خدا کے واسطے سوچ جواب دو۔ اگر وہ ساری روائتیں جو انمیں چلی آتی تھیں اور وہ ساری نشانیاں جو انکی کتابوں میں پائی جاتی تھیں پوری ہو گئی تھیں پھر یہودیونکو کیا ہوگیا تھا جو انھوں نے انکار کردیا + کبھی ساری نشانیاں پوری نہیں ہوتیں کیونکہ ایسی بہت سی ہوتی ہیں جو خود تجویز کرلی جاتی ہیں۔ اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جو کچھ اور مطلب و مفہوم رکھتی ہیں + جب راستبازوں کے وقت انکا انکار کیا گیا اور یہی عذر پیش کیا گیا کہ نشانات پورے نہیں ہوئے تو اسوقت اگر انکار کیا گیا تو اسی سنّۃ پر انھوں نے قدم مارا ہے۔ میں کسی کی زبان انکار تو بند

نہیں کر سکتا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ وہ میرے عقدات کو سنکر جواب دیں یونہی باتیں بنانا تو طریق تقوی کے خلاف ہے۔ **منہاج نبوۃ** پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے

خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھہ نہیں بنتا اور نہ میں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں میں اپنے دعوی کو منہاج نبوۃ کے معیار پر پیش کرتا ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمایش نکی جاوے۔

جو دل کھولکر میری باتیں سنیں گے میں یقین رکھتا ہوں کہ فائدہ اٹھا دینگے اور مان لیں گے لیکن جو دل میں بخل اور کینہ رکھتے ہیں انکو میری باتیں کوئی فائدہ نہ پہونچا سکیں گی۔ انکی تو احول کیسی مثال ہے جو ایک کے دو دیکھتا ہے اسکو خواہ کسیقدر دلائل دیے جاویں کہ دو نہیں ایک ہی ہے وہ تسلیم ہی نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں کہ احول خدمتگار تھا آقا نے کہا کہ اندر سے آئینہ لے آؤ۔ وہ گیا اور واپس آکر کہا کہ اندر تو آئینے پڑے ہیں کونسا لے آؤں آقا نے کہا کہ ایک ہی ہے دو نہیں۔ احول نے کہا تو کیا میں جھوٹا ہوں۔ آقا نے کہا کہ اچھا ایک کو توڑ دے۔ جب توڑا گیا تو اسے معلوم ہوا کہ درحقیقت میری غلطی تھی مگر اب ان احولوں کا جو میرے مقابل ہیں کیا جواب دوں؟۔ (باقی آیندہ)۔

گذشتہ سے آگے
سورہ جمعہ پر حضرۃ حکیم الامت کا وعظ

یہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ اور بیع چھوڑ دو میں نے اس بیع کے لفظ پر غور کی ہے کہ یہ کیوں کہا؟ انسان مختلف مشاغل میں مصروف ہوتا ہے۔ ملازمت۔ حرفت۔ زراعت وغیرہ یہاں خصوصیت کے ساتھ بیع کا کیوں ذکر کیا ہے؟ حقیقت میں جو لوگ قرآن شریف پر غور کرتے ہیں اور اسکے نکات اور معارف سے بہرہ حاصل کرنا چاہتے ہیں انکو ضروری ہے کہ وہ اسکی ترتیب اور الفاظ پر بڑی گہری نگاہ سے غور کیا کریں۔ میں نے جب اس لفظ پر غور کی تو میرے ایمان نے شہادت دی کہ چونکہ یہ سب سلسلہ **وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ** کے نیچے ہے اور یہ مہدی اور مسیح کا زمانہ ہے اس زمانہ میں دجال کا فتنہ بہت بڑا ہوگا۔ اور **دجّال** کے معنی کتب لغت میں جو لکھے ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک فرقہ عظیمہ ہوگا جو تجارت کے لیے پھرے گا۔ گویا یہ مشترکہ کمپنیاں تجارت کی طرف بلاتی ہونگی اور **ذکر الله** اور طرف۔ اسلیے اس بیع کے لفظ میں **دجّال** کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

سورہ جمعہ پر
حضرت حکیم الامۃ کے
وعظ کو اسقدر پسند کیا گیا ہے
کہ اکثر خطوط کے ذریعہ ہم سے خواہش
کی گئی ہے کہ اس مضمون کو الگ۔ اسلام
کی فلاسفی والی جیسی سائیز پر بصورت کتاب
چھاپ دیا جاوے۔ ہم سردست اس کے متعلق
کچھ نہیں کہہ سکتے البتہ ہم کوشش کریں گے اگر
اس سورۃ کے باقی حصہ کی تفسیر بھی ہمکو مل گئی۔
جس کے لیے حضرت حکیم الامۃ نے ایکبار وعدہ
فرمایا تھا تو مکمل تفسیر غالبًا ہم شائع کرنے کے
قابل ہو سکیں انشاء اللہ تعالی
مگر سردست ہم احباب کے
ایک صفحہ سے زیادہ
ایڈیٹر		حصہ اسکے لیے نہیں		ایڈیٹر
دیسکتے

ایک جمعہ تو ہفتہ کے بعد پڑھتے ہیں جیسے یہ جمعہ چھوٹا ہے ویسے ہی اس کے بالمقابل تجارتیں بھی چھوٹی ہوتی ہیں۔ لیکن ایک عظیم الشان جمعہ ہے چھ ہزار برس کے بعد ساتویں ہزار کا جمعہ ہے اگر ان دونوں میں جمعہ کیساتھ عمدہ ہے اور اس کے حق میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جو جمعہ کی پروا نہیں کرتا اسکا ¼ حصہ دل کا سیاہ ہو جاتا ہے اور دو جمعہ کے ترک سے نصف اور چار جمعہ کے ترک سے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اسطرح گویا عبادۃ کی لذت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر فرمایا جو جمعہ سے تخلف کرتے ہیں میرے جی میں آتا ہے کہ ان کے گھر میں آگ لگا دیجاوے اور پھر فرمایا کہ اس جمعہ میں ایک وقت ہے جو قبولیت دعا کا وقت ہے۔ پھر اسی جمعہ میں آدم اپنے کمال کو پہونچا۔ اور بہشت میں تنزل ہوا بہشت سے باہر مخلوقات کے پھیلانے کا ذریعہ ہوا۔ اسی جمعہ میں بہت درود شریف پڑھنے کا ارشاد ہوا کم از کم سو بار جمعہ کی رات اور دن کو۔

اور ایک عظیم الشان بات ہے کہ جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھ لیا کرو اور نہیں تو کم از کم پہلی اور آخری دس آیتیں ہی پڑھ لیا کرو پہلی آیتوں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو انہیں لکھا ہے **وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا** یعنی انکو ڈرایا جاوے جنھوں نے اللہ کا ولد تجویز کیا ہے اور یہ بھی ہے کہ اس بیٹا تجویز کرنے میں **مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ** نہ ان کے پاس نہ ان کے بڑوں کے پاس کوئی علمی دلیل ہے ہاں یہ بات ہے **يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا**۔ انکو اپنی صنعتوں پر ہی ناز ہے۔

اب ان تمام امور پر نظر کرو اور سوچو تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معمولی جمعہ میں بھی فتن دجال سے ڈرایا ہے۔ جمعہ میں فتن دجال سے ڈرانا اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے جسپر اللہ تعالی نے محض اپنے فضل سے مجھکو مطلع کیا ہے کہ **جمعہ** کے ساتھ **مسیح موعود** کو عظیم الشان تعلق ہے بلکہ میں یہ یقینًا کہتا ہوں کہ جمعہ کا وجود بھی مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت اور آمد کے لیے ایک نشان اور پیشگوئی تھا۔ مگر افسوس ہے کہ جب مسلمانوں نے معمولی جمعہ سے لاپروائی کی اور اسکو ترک کر دیا تو اس بڑے جمعہ کیطرف آنیکی انکو توفیق ملنی بہت مشکل ہو گئی۔ میں نے بڑے غور کے ساتھ ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال کی تاریخ پر فکر کی ہے اور میں اس صحیح نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ یہ سلسلہ زوال اسوقت سے شروع ہوتا ہے جب مسلمانوں نے ترک جمعہ کو کیا۔ فتن دجال سے جو جمعہ کے اداب میں ڈرایا ہے یہ اشارہ تھا اس امر کیطرف کہ دجال کا فتنہ عظیم اس جمعہ میں ہونیوالا ہے۔

دجال کے مختلف معنی ہیں دجّال سونے کے معنی بھی دیتا ہے۔ اور دجال تجارتی کمپنیوں کو بھی کہتے ہیں۔ یہاں جملہ میں بیع کے لفظ سے بتایا ہے کہ دجال کی پروا نہ کرو۔ اب یہ وہ جملہ آگیا ہے جسکی یاد دہانی جمعہ میں رکھی گئی تھی عجیب بات ہے کہ اس مسیح موعود کو آدم بھی کہا گیا ہے اور پھر یہ اور بھی مشابہت ہے کہ جیسے آدم کی تکمیل جمعہ کی آخری گھڑی میں ہوئی تھی اسیطرح پر اس مسیح موعود کے ہاتھ پر بھی اسلام کی تکمیل اشاعت کا کام رکھا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے **هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ**۔ مفسروں نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ یہ غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا۔ اور حضرۃ امام نے **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ** کے جو معنے کیے ہیں وہ آپ میں سے اکثروں نے سنے ہونگے وہ فرماتے ہیں کہ تکمیل سے دو قسم کی

تکمیل مراد ہے ایک تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیل ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہو چکی اور تکمیل اشاعت ہدایت کا یہ وقت آیا ہے یعنی یہ مسیح موعود کے وقت مقدر تھی چنانچہ اسوقت دیکھتے ہو اشاعت کے کسقدر سامان اور اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔

اور پھر جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک جمعہ کے ترک سے ¼ حصہ دل کا سیاہ ہو جاتا ہے اسیطرح پر یہ بھی مسلم بات ہے کہ خدائی وحی کے انکار سے سلب ایمان ہو جاتا ہے پھر خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود کے انکار سے سلب ایمان ہونا یقینی ٹھیرا۔ اور پھر جمعہ میں ایکوقت ایسا ہے جو قبولیت دعا کا ہے اسیطرح پر جب خدا تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ بندہ اصلاح خلق کے لیے آتا ہے تو وہ **لیلۃ القدر** کا وقت ہوتا ہے جسکی بابت قرآن شریف میں آچکا ہے کہ وہ **خیر من الف شہر** ہوتی ہے۔ ان سارے امور کو اکٹھا کرو اور پھر سوچو اور دیکھو کہ کیا اب یہ وہ وقت نہیں ہے؟ میں تمہیں سچ کہتا ہوں اور پھر اسپر پورا یقین رکھتا ہوں کہ یہ وہی وقت ہے یہ وہی جمعہ ہے۔ دجال بھی موجود ہے اور مسیح موعود بھی ہے۔

فَاسْعَوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْع

دو وقت ایسے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُنمیں اپنے رسول کو بھیجا ہے ایک وہ وقت تھا جب کل دنیا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ خصوصاً عرب میں اسوقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اور ابراہیم و اسماعیل کی دعا کے نتیجہ میں انہیں رسول مبعوث کیا اور اب آپ کے آئے تیرہ سو سال گذرنے کے بعد جب اسلام کی حالت پر غربت آگئی اور اخلاقی اور ایمانی اور عملی قوتیں کمزور اور مردہ ہو گئیں اور قرآن شریف کیطرف بالکل توجہ نہ رہی بلکہ وہ وقت آگیا کہ

رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔

کا مصداق ہے اور قرآن آسمان پر اٹھ گیا اور ہر طرف سے اسلام اور قرآن پر حملے ہونے لگے تو خدا کے اس وعدہ کا وقت آیا انا نحن **نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** یعنی حفاظت کی ضرورت ہے اور چونکہ وہ آسمان پر اٹھ گیا ہے گویا یہ جمعہ کے دوسرے نزول کا وقت ہے یہی تو آخرین منھم لما یلحقوا بھم والی قوم تعلیم اور ہدایت حاصل کرے گی اسلئے آخرین منھم لما یلحقوا تمام والی قوم کا علم

ضرور ہے کہ وہی احمد ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) جو مکہ میں مبعوث ہوا تھا۔ پس اسوقت بھی احمد ہی بروزی رنگ میں آیا ہے دیکھنے والے دیکھتے ہیں جنکو توفیق نہیں ملی وہ نہیں دیکھ سکتے۔

قرآن شریف سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک نام ذکر بھی ہے اور جیسے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا بھی وعدہ فرمایا تھا **واللہ یعصمک من الناس**۔ اور عجیب بات ہے کہ یہی وعدہ حضرت مسیح موعود سے بھی ہوا ہے۔ ان ساری آیتوں پر غور کرنے سے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ صحیح ہے کہ **ذکر** سے مراد اس آیۃ میں جمعہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بعثت ہے جو بروزی رنگ میں مسیح موعود کی صورت میں ہوئی۔ باقی آئندہ۔

ڈائری
حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

۲۸ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

غاسق اللہ

آج صبحکو چار ساڑھے چار بجے کے قریب [illegible] محل میں صاحبزادی پیدا ہوئی جس کے متعلق گذشتہ شب کو پیدا ہونے سے پہلے غاسق اللہ کا الہام ہوا تھا الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو یہ درج ہوا ہے کہ الہام بعد میں ہوا تھا یہ سہو ہوا ہے اصل یوں ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے قریباً چار گھنٹے پیشتر یہ الہام حضرت اقدس کو ہوا تھا۔ جو اُسی وقت آپ نے تشریف لا کر مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو سنایا۔ اس وقت رات کے ۱۲ بجے تھے۔ حضرت حجۃ اللہ نے مولوی صاحب کے دروازہ پر دستک دی مولوی صاحب نے جب پوچھا کہ کون ہے تو فرمایا **غلام احمد** (ایدہ اللہ الاحد) **انک لعلی خلق عظیم**۔ ایڈیٹر۔ پھر آپ نے یہ الہام مولوی صاحب کو سنایا اور ایک رؤیا بھی سنائی جو اُسی وقت دیکھی تھی کہ حضرت حجۃ اللہ کو حضرت ام المومنین کہتی ہیں کہ اگر میرا انتقال ہو جاوے تو آپ اپنے ہاتھ سے میری تجہیز و تکفین کریں۔

غرض یہ الہام بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے ہوا تھا۔

دربار شام

قبل از عشا حضرت حجۃ اللہ نے اسی الہام غاسق اللہ کے متعلق فرمایا کہ غاسق عربی زبان میں اس تاریکی کو کہتے ہیں جو بعد زوال شفق اول رات چاند کو ہوتی ہے اور قمر کی آخری رات میں جب وہ بے نور ہوتا ہے تو یہ لفظ بولتے ہیں اور خسوف کی حالت میں بھی بولتے ہیں۔

قرآن شریف میں جو **من شر غاسق اذا وقب** آیا ہے تو اس کے یہی معنی ہیں کہ ظلمت کی برائی سے جب وہ داخل ہو۔

فرمایا اجتہادی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ابتلا کی خبر ہے جو منکرین کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت ہے کہ دشمن کو بھی موقع دیتا ہے چنانچہ بعض وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بظاہر شکست کا وقت پیش آجاتا جیسے فرمایا **ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس**۔

فرمایا منافقوں کی مثال **کلما اضاء لھم مشوا فیہ و اذا اظلم علیھم قاموا** خدا نے فرمائی ہے مگر ہمارے مخالف **قاموا** میں داخل ہیں جب تاریکی خدا کیطرف منسوب ہو تو اُس سے دشمن کی آنکھ میں ابتلا کا موقع مراد ہوتا ہے۔

رؤیا — رات کو دیکھا کہ جہلم میں ہوں اور میں ڈپٹی سنسار چند صاحب کے کمرہ میں ہو تا ہوا آگے کسی اور کمرہ کی طرف جا رہا ہوں۔

وجودی مذہب کی تردید کا نیا رنگ

فرمایا وجودیوں کا رنگ اباحتی ہے دہریوں میں اور انمیں بہت ہی کم فرق ہے انکی زندگی بے قیدی اور آزادی کی زندگی ہے ایکبار ایک وجودی میرے پاس آیا میں نے اُسکے ہاتھ پر زور سے چٹکی لی تو اسکی چیخ نکل گئی میں نے کہا کہ کیا خدا کو درد ہوا کرتا ہے اور اسکی چیخ نکلا کرتی ہے؟ وہ اسپر شرمندہ ہو گیا۔

انسان کو خدا نے اپنی شکل پر پیدا کیا۔ اس کا مفہوم۔

اس عرض کرنے پر کہ وجودی کہتے ہیں کہ خدا نے آدم کو اپنی شکل پر پیدا کیا فرمایا قرآن شریف میں تو یہ نہیں توریت میں ہے مگر اسکا مفہوم یہ ہے **تخلقوا باخلاق اللہ** جیسے خدا ہر ایک عیب اور بدی سے پاک ہے

یہ بھی پاک ہونے کی کوشش کرے۔ قرآن شریف نے تو یہ کہا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

فرمایا جو دیوں سے خدا کی تعریف پوچھو تو پھر کہو کہ یہ صفات اپنے اندر ثابت کر دو۔ بعض کہہ بیٹھتے ہیں کہ ہم ابھی کامل نہیں تو اُن سے کہو کہ جو کامل گذرا ہے اُسکو پیش کرو۔

اسی کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا۔ اور بعد نماز عشاء حضور تشریف لے گئے۔

۲۹ جنوری ۱۹۰۳ء

صبح کی سیر مولوی **نور احمد** صاحب ساکن لودی ننگل اپنا ایک پنجابی رسالہ منظوم سناتے رہے۔ جس میں ان جھوٹے حملوں کا رد تھا جو حضرت حجۃ اللہ علی الارض کی آبرو پر مخالفوں نے کیے تھے۔ **فرمایا** جھوٹ جیسا کوئی لعنتی کام نہیں خصوصاً وہ جھوٹ جو آبرو اور عزت وغیرہ پر ہو۔ جس پیٹ سے ایسی باتیں نکلا کرتی ہیں اسکو نفس کہتے ہیں۔

اسپر ضمناً جناب نے کلارک والے مقدمہ کا ایک واقعہ بیان کیا کہ حضرت اقدس کے وکیل نے چاہا کہ ایک گواہ سے اُسکی ماں کا نام پوچھا جاوے تو حضرت نے اجازت نہ دی باوصفیکہ وہ خطرناک مخالفت کا رنگ لیکر شہادت کے لیے آیا تھا۔ وکیل نے نہایت تعجب کیا اور آپ کی صداقت کا قائل ہوا کہ ایسے موقعہ پر کہ جان کا خطرہ ہے پھر آپ اس سے کریمانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم اس امر کو نہایت مکروہ سمجھتے ہیں کہ کسی کی نسبت وہ اعتراض کیا جاوے جسکی اصلاح اس کے امکان و قدرت میں نہیں۔

صبر ایک گالیاں دینے والے اخبار کا تذکرہ پر فرمایا صبر کرنا چاہیے ان گالیوں سے کیا ہوتا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لوگ آپ کی مذمت کیا کرتے تھے اور آپکو نعوذ باللہ مذمّم کہا کرتے تھے تو آپ ہنسکر فرمایا کرتے تھے کہ میں انکی مذمت کو کیا کروں میرا تو نام ہی اللہ تعالیٰ نے محمد رکھا ہوا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے مجھکو اور میری نسبت فرمایا ہے یحمدک اللہ من عرشہ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے تیری حمد تعریف کرتا ہے یہ وحی براہین احمدیہ میں موجود ہے۔

جھوٹھ ایسی شے ہے کہ انسان آخر تھک جاتا ہے پھر اگر خدا اپنا فضل کرے اور توفیق دے تو توبہ کرتا ہے ورنہ نامراد جاتا ہے۔

ما ننسخ من آیۃ کا نمونہ فرمایا صبح کو ایک الہام ہوا تھا میں نے حافظہ پر بھروسا کر کے اُسے نہ لکھا آخر بھول گیا اور یاد نہ رہا۔ فرمایا یہ بات ما ننسخ من آیۃ الآیہ میں پائی جاتی ہے۔ مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں ایک جگہ سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے۔

۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء

جہلم سے خبر آئی کہ کرم الدین نے حضرت اقدس پر ایک اور مقدمہ مواہب الرحمن کے بعض الفاظ کی بنا پر کیا ہے۔ **فرمایا** اب یہ ان لوگوں کی طرف سے ابتدا ہے کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ انکے مقابلہ میں کیا کیا تدبیر اختیار کریگا یہ استغاثہ ہے پرچہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مقدمات کر کے تھکانا چاہتا ہے الہام ان اللہ مع عبادہ یواسیک جس کے متعلق اجتہادی طور پر معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی الہام ساکرمک اکراما عجیبا۔

جماعت سے خطاب فرمایا ہماری جماعت ایمان تو لاتی ہے مگر اصل میں ہمارا ایمان نشانوں پر ہوتا ہے اگرچہ انسان محسوس نہ کرے مگر اس کے اندر بعض کمزوریاں ضرور ہوتی ہیں اور جبتک وہ کمزوریاں دور نہ ہوں اعلیٰ مراتب ایمانی نہیں مل سکتے اور یہ کمزوریاں نشانات ہی کے ذریعہ دور ہوتی ہیں اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے نشانوں سے ان کمزوریوں کو دور کرے اور جماعت اپنے ایمان میں ترقی کرے اب وہ وقت آگیا ہے کہ ان اللہ علی نصرھم لقدیر کا نمونہ دکھاوے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر سے صادق اور کاذب خائن اور مظلوم پوشیدہ نہیں ہیں۔ اب ضروری ہے کہ سب گروہ متفق ہوکر میرے استیصال کے درپے ہوں جیسے جنگ احزاب میں ہوئے تھے۔ جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب خدا تعالیٰ چاہتا ہے میں نے جو خواب میں دیکھا کہ دریائے نیل کے کنارہ پر ہوں اور بعض چلائے کہ ہم پکڑے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا وقت بھی آوے جب جماعت کو کوئی یاس ہو۔

مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کردے گا اسوقت یہ پورا زور لگائیں گے تاکہ قتل کے مقدمہ کی حسرتیں نہ رہ جائیں کہ کیوں چھوٹ گیا۔ یہ لوگ ان باتوں پر یقین نہیں رکھتے جو خدا کیطرف سے میں پیش کرتا ہوں مگر وہ دیکھ لیں گے کہ اکراما عجیبا کیسے ہوتا ہے

دربار شام

شوق تبلیغ فرمایا درست ہیں جلد مواہب الرحمن کی مجلد کرا کر مصر کے اخبار نویسوں کو بھی جاویں اور اگر میری استطاعت میں ہوتا تو میں کئی ہزار مجلد کرا کر بھیجتا۔

فرمایا یہاں کے لوگوں کا تو یہ حال ہے شاید مصر کے لوگ ہی فائدہ اٹھالیں جسقدر سعید روحیں خدا کے علم میں ہیں وہ انکو کھینچ رہا ہے۔

جماعت کو تبلیغ بیعت کے بعد ایک شخص نے اپنے گاؤں میں کثرت طاعون کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی **فرمایا** میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہیے کہ ہمیشہ دعائیں مانگتے رہو نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کریگا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کریگا کوئی بلا اور دکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا اور وہ اُسوقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ اُن بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنکی پروا نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ اُنکی حفاظت کرتا ہے من کان للہ کان اللہ لہ۔ بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے دکھ نہیں اٹھاتے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یا مقدمہ آجاوے تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو طیار ہو جاتے ہیں اور اُسکی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو اور دکھ اٹھانے کو طیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اُس سے دکھ اٹھا لیتا ہے اور دو مصیبتیں اُسپر جمع نہیں کرتا دکھ کا اصل علاج دکھ ہی ہے اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں۔

ایک وہ دکھ ہے جو انسان خدا کے لیے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک وہ بلائے ناگہانی اس بلا سے خدا بچا لیتا ہے پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو۔ اگرچہ ہر شخص کو وحی یا الہام نہ ہو مگر دل گواہی دے دیتا ہے کہ خدا اُسے ہلاک نہ کرے گا دنیا میں دو دوستوں کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دوست دوسرے دوست کا مرتبہ شناخت کرلیتا ہے کیونکہ جیسا وہ اس کے ساتھ ہے ویسا ہی وہ بھی اس کے ساتھ ہوگا دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ محبت کے عوض محبت اور دغا کے عوض میں دغا۔

خدا تعالےٰ کے ساتھ معاملہ میں اگر کوئی حصہ کھوٹ کا ہوگا تو اُسی قدر اُدھر سے بھی ہوگا مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالےٰ بھی اُس سے کوئی فرق نہ رکھے گا۔ انسان کا اپنا دل اُسکے لیے آئینہ ہے وہ اسمیں سب کچھ دیکھ سکتا ہے پس سچا طریق دکھ سے بچنے کا یہی ہے کہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔ اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ۔ اور اس راہ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو۔ کیونکہ اسکی بابت تم پوچھے جاؤگے جب اسقدر اخلاص تم کو میسر آجاوے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالےٰ تمکو ضائع کرے ایسا شخص سارے گھر کو بچا لیگا۔ اصل یہی ہے اسکو ست سمجھو نری زبان میں برکت نہیں ہوتی کہ بہت سی باتیں کرلیں اصل برکت دل میں ہوتی ہے اور یہی برکت کی جڑ ہے۔ زبان سے تو کروڑ ہا مسلمان کہلاتے ہیں جن لوگوں کے دل خدا کے ساتھ مستحکم ہیں اور وہ اُسکی طرف وفا سے آتے ہیں خدا بھی اُنکی طرف وفا سے پیش آتا ہے۔ اور مصیبت اور بلا کے وقت اُنکو الگ کر لیتا ہے یاد رکھو یہ طاعون خود بخود نہیں آئی بلکہ اسکو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے جو اپنے وقت پر آئی ہے اب جو کھوٹ اور بے وفائی کا حصہ رکھتا ہے وہ بلا اور وبا سے بھی حصہ لے گا مگر جو ایسا حصہ نہیں رکھتا خدا اُسکی محفوظ رکھے گا۔

میں اگر کسی کے لیے دعا کروں اور خدا کے ساتھ اُسکا معاملہ صاف نہیں ہے وہ اُس سے سچا تعلق نہیں رکھتا تو میری دعا اُسکو کیا فائدہ دیگی لیکن اگر وہ صاف دل ہے اور کوئی کھوٹ نہیں رکھتا تو میری دعا اُس کے لیے نور علیٰ نور ہوگی تعیشات ان کو دیکھا جاتا ہے کہ دو دو پیسہ کی خاطر خدا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا انصاف اور سمعدی چاہتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ فسق و فجور اور بیحیائی سے باز آویں جو ایسی حالت پیدا کرتے ہیں تو خدا تعالےٰ کے فرشتے اُن کے ساتھ ہوتے ہیں مگر جب دل میں تقویٰ ہو اور کچھ حصہ شیطان کا بھی ہو تو خدا شراکت پسند نہیں کرتا اور وہ سب چھوڑ کر شیطان کا کر دیتا ہے کیونکہ اُسکی غیرت شرکت پسند نہیں کرتی پس جو بچنا چاہتا ہے اُسکو ضروری ہے کہ وہ اکیلا خدا کا ہو۔ من کان اللہ کان اللہ لہ خدا تعالیٰ نے کبھی کسی صادق سے بیوفائی نہیں کی ہے۔ ساری دنیا بھی اگر اُسکی دشمن ہو اور اُس سے عداوت کرے تو اُسکو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی

خدا بڑی طاقت ہے اور قدرت والا ہے اور انسان ایمان کی قوت کے ساتھ اُسکی حفاظت کے نیچے آتا اور اُسکی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات دیکھتا ہے پھر اُسپر کوئی ذلت نہ آوے گی۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ زبردست ہے یہی زبردست ہے بلکہ اپنے امر پر بھی غالب ہے سچے دل سے نمازیں پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو اور اپنے سب رشتہ داروں اور عزیزوں کو یہی تعلیم دو پورے طور پر خدا کیطرف ہو کر کوئی نقصان نہیں اُٹھاتا نقصان کی اصل جڑ گناہ ہے۔

ساری عزتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں دیکھو بہت سے ابرار اخیار دنیا میں گذرے ہیں اگر وہ دنیا دار ہوتے تو اُن کے گذارے ادنیٰ درجہ کے ہوتے اور کوئی اُنکو پوچھتا بھی نہیں مگر وہ خدا کے لیے ہوئے اور ساری دنیا کو اُنکی طرف کھینچ لایا۔ خدا تعالےٰ پر سچا یقین رکھو اور بدظنی نہ کرو جب اُنکی بدبختی سے خدا کے بدظنی ہوتی ہے تو پھر نہ نماز درست ہوتی ہے نہ روزہ نہ صدقات بدظنی ایمان کے درخت کو نشو و نما ہونے نہیں دیتی بلکہ ایمان کا درخت یقین سے بڑھتا ہے۔

میں اپنی جماعت کو بار بار اسی لیے نصیحت کرتا ہوں کہ یہ موت کا زمانہ ہے اگر سچے دل سے ایمان لا کر ایکی موت کو اختیار کروگے تو اسی موت سے زندہ ہو جاؤگے اور ذلت کی موت سے بچائے جاؤگے مومن پر دو موتیں جمع نہیں ہوتی ہیں۔ جب وہ سچے دل سے اور صدق اور اخلاص کے ساتھ خدا کیطرف آتا ہے پھر طاعون کیا چیز ہے؟ کیونکہ صدق اور وفا کے ساتھ خدا تعالےٰ کا ہونا یہ بھی ایک موت ہے جو ایک قسم کی طاعون ہے مگر اس طاعون سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے کیونکہ خدا کا ہونے سے نشانہ طعن تو ہونا ہی پڑتا ہے۔ پس جب مومن ایک موت اپنے اوپر اختیار کر لیوے تو پھر دوسری موت اُسکے آگے کیا شے ہے؟ مجھے یہی الہام ہوا تھا کہ **آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔**

ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اسکا ہو جاتا ہے تو خدا اُسکا ولی بنتا ہے لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بے شک خطرہ ہوتا ہے ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے اگر خدا تعالےٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دیگی نہ کچھ اور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالےٰ اُسکی خاص حفاظت کرتا ہے اگرچہ

وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپکو خاص کرتے ہیں اُنپر خاص تجلی کرتا ہے اور خدا کے لیے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اسکا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جاوے۔ اس لیے میں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو اگر دل پاک نہیں ہے۔

ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا جب دل دور ہے . . . . . جب دل اور زبان میں اتفاق نہیں اور پھر میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر منافقانہ اقرار کرتے ہیں تو یاد رکھو ایسے شخص کو دوہرا عذاب ہوگا مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اُسکے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور اُسکو ایک **نئی زندگی ملتی ہے۔**

میں تو زبان ہی سے کہتا ہوں دل میں ڈالنا یہ خدا کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانے میں کیا کسر باقی رکھی تھی مگر ابو جہل اور اُسکے امثال نہ سمجھے۔ آپکو اسقدر فکر اور غم تھا کہ خدا نے خود فرمایا **لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین**۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسقدر ہمدردی تھی آپ چاہتے تھے کہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جاویں مگر وہ بچ نہ سکے حقیقت میں معلم اور واعظ کا تو اتنا ہی فرض ہے کہ وہ بتا دے۔ دلکی کھڑکی تو خدا ہی کے فضل سے کھلتی ہے۔ نجات اُسی کو ملتی ہے جو دل کا صاف ہے جو صاف دل نہیں وہ گم جاتا اور مٹاکو ہے خدا تعالیٰ اُسے بری طرح مارتا ہے۔ اب یہ طاعون کے دن ہیں ابھی تو ابتدا ہے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

آخر کی خبر نہیں مگر جو ابتدائی حالت میں اپنے آپکو درست کرینگے وہ خدا کی رحمت کا بہت بڑا حق رکھتے ہیں مگر جو لوگ صاعقہ کی طرح دیکھکر ایمان لاوینگے ممکن ہے کہ اُنکی توبہ قبول نہ ہو یا توبہ کا موقع ہی نہ ملے۔ ابتدا والے ہی کا حق بڑا ہوتا ہے کر قاعدہ کے موافق ۱۵ یا ۲۰ دن اور طاعون کے رونق کے ہیں اور آرام کی شکل نظر آتی ہے مگر وقت آتا ہے کہ پھر روزہ کھولنے کا زمانہ شروع ہوگا۔ اب خدا کے سوا کوئی عاصم نہیں ہے۔ ایماندار خود نہیں کر سکتا کہ خدا کے ارادہ کے خلاف کوئی بچ سکتا ہے فائدہ اور امن کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف ایسا جھکے کہ خود محسوس کرے کہ اب میں وہ نہیں رہا ہوں اور مصفا قطرہ کی طرح ہو جاوے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جوں جوں طاعون کا زمانہ قریب آتا جاتا ہے شور اور مفسدہ مخالفت کا بڑھتا جاتا ہے اُنکو ذرا بھی خدا کا خوف نہیں ہے

46

فرمایا آج مجھے خیال آیا کہ شاید یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ والا الہام اور محاصرہ والی حدیث اسی طرح پوری ہو کہ مقدمات کثرت سے کر دیں جیسے حضرت موسیٰ کے سامنے نیل سے اور پیچھے لشکر فرعون سے محصور ہو گئے تھے اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت والے چلا ئیں کہ ہم پکڑے گئے۔ اسلیے خدا نے ایسے کمزوروں کو پہلے سے تسلی دیدی کہ یہ مضبوط اور قوی دل ہو جائیں۔ براھین احمدیہ میں بھی اسکی طرف اشارہ ہے کہ ایک وقت ناخنوں تک زور لگائیں گے اُس وقت خدا تیرے ساتھ ہوگا واللہ یعصمک من الناس۔ اب خدا تعالیٰ نے جو دن مقرر کیے ہوئے ہیں وہ اگر نہ آویں تو ثواب کیسے ملے براہین میں اور بھی بعض خوفناک صورتیں مذکور ہیں اور انجام کار وہی ہوگا جسکی خدا نے خبر دی ہے اور ارادہ فرمایا ہے۔

فرمایا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء کی صبح کو جو الہام ہوا تھا لایموت احدًا من رجالکم اس کے معنی ابھی نہیں کھلے مگر یہاں حقیقی معنی تو موت کے نہیں ہو سکتے کیونکہ انبیاء پر بھی یہ آتی ہے۔ غالبًا اور کوئی معنی ہوں گے۔

فرمایا براہین میں یہ بھی الہام ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک وھم لا یفتنون۔ ہماری جماعت پر بھی ایک فتنہ ہے صحابہ پر بھی فتنہ ہوا مگر فتنہ کا پتہ نہیں کہ کونسا فتنہ ہے اور کس راہ کا ہے مگر جب انسان خدا کا ہو جاوے تو پھر جان و مال اور آبرو کیا شے ہے کچھ نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہی تین چیزیں انسان کو عزیز ہوتی ہیں۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔

فرمایا ایک پرانا الہام بلیۃ مالیۃ ہے شاید وہ ان ایام کے لیے تھا۔

ابر رحمت

رسالہ ابھی نہیں چھپا اُسکے طبع کرنے سے پہلے چار سو درخواست مع قیمت پہنچ جانے پر چھپیگا ابھی درخواست مع قیمت تھوڑی سی آئی ہیں۔
خاکسار سراج الحق نعمانی

رسالہ معیار الحق

جواب ضمیمہ

یکم فروری شحنۂ مطلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَى اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَى الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔

مخالفین تو یہی ارادہ کر رہے ہیں کہ بجھا دیویں نور اللہ کا ساتھ مونہوں اپنے کے یعنی بیہودہ مکروہ لفاظیوں اور جھگڑ بازیوں سے اور اللہ تو کوئی بات قبول نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ اپنے نور کو کامل اور پورا کر دیوے اور اگرچہ ناخوش لگے منکر کو تحقیق اللہ تو وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ تمام ہدایتوں کے اور دین حق کے تاکہ بالآخر غالب کر دیوے اسکو اوپر تمام دینوں کے اور اگرچہ ناخوشی رکھیں مشرک۔

درایت اور روایت سے ثابت ہے کہ آیۂ مذکورہ میں ظہور و غلبہ اور اظہار اسلام کی ایک پیشین گوئی عظیم الشان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے شروع ہوئی اور آخر زمانہ مسیح موعود علیہ السلام میں بتمام و کمال پوری ہوگی لیکن فرق صرف اسقدر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں مخالفین اسلام سیف و سنان کے ساتھ پیش آتے تھے جنکی مقابلہ میں بھی وہی سیف و سنان پیش کیا گیا اور مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ بعثت میں صرف افواہ کے ساتھ مخالفین مقابل ہوں گے یعنی اقوال بیہودہ معرا از حجت و برہان اور سخنان متضمن سب و شتم بے پایان کے ساتھ مقابلہ کریں گے مگر اللہ تعالیٰ ان مخالفین کی منہ کی پھونکوں کو رد کر دے گا اور اس نور اللہ کی چمکاروں کو جو مسیح موعود کے ساتھ اترا ہوگا

عالمگیر کر دیوے گا اور پھر تمام ادیان باطلہ بمقابلہ براہین اور حجتہائے دین اسلام کے کل کے کل ہلاک ہو جاویں گے۔

ماسبق آیت سے یہ بھی بطور استنباط کے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اکثر لوگوں نے اپنے علما اور درویشوں کو رب قرار دے لیا ہوگا اور مسیح ابن مریم کے اتخاذ رب کا فتنہ بھی عالمگیر ہوگا اور یہ دونوں شرک دنیا میں شائع شدہ ہوں گے کیونکہ آیت مذکورہ سے پہلے اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون۔ ترجمہ پکڑ لیا انہوں نے عالموں اور درویشوں اپنوں کو سوائے اللہ کے پروردگار اور مسیح بیٹے مریم کو رب مقرر کر لیا اور نہیں حکم کیے گئے وہ مگر یہ کہ پرستش کریں ایک معبود کو نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی معبود برحق پاکی ہے اسکو اُس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں۔

ناظرین باانصاف پر واضح ہو کہ قطع نظر اس سے کہ مفسرین معتبرین پیشین گوئی مندرجہ آیت کا کامل طور پر پورا ہونا زمانہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں معہذا تمام مضمون آیات مذکورہ کا مخالفین کیطرف سے اس چودھویں صدی میں کامل طور پر شاہد ہو رہا ہے اور مسیح موعود اور اُسکی جماعت بحولہ و قوتہ اتمام نور اللہ کے لیے سعی اور کوشش کر رہی ہے یعنی اودھر تو ہر ایک شخص مجسم چاہتا ہے کہ صرف اپنی بمعنی الفاظ اور لایعنی سب و شتم اور زبانی چالاکیوں سے اس چودھویں صدی کے نور اللہ کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیوے ادھر اللہ تعالیٰ کی نصرتیں اور تائیدیں مسیح موعود کے مقاصد توحید اسلام کے لیے متواتر اور پے درپے وقوع میں آ رہی ہیں وکاین من ایۃ فی السموات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون یعنی اور بہت سے نشان آسمان اور زمین میں واقع ہو رہے ہیں جن پر وہ گذرتے بھی ہیں باوجود اس کے مخالفین ان سے اعراض کرتے ہیں۔ شعر

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
این دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

لیکن جبکہ اس دنیا کے ماہتاب کے نور میں بھی عوعو کلاب سے کچھ نقصان پیدا نہیں ہو سکتا تو پھر نور اللہ کسیکی منہ کی پھونکوں سے کیونکر نقصان پذیر ہو سکتا ہے ولنعم ما قیل شعر

نشاند نور دسگ عو عو کند
ہر کسے بر خلقت خود مے تند

صدق الله تعالیٰ ویابی الله الا ان یتم نوره ولو کرہ الکافرون۔ اگر کوئی کہے کہ تم نے اس چودھویں صدی کے نور کا نور اللہ ہونا کیونکر شناخت کیا تو واضح ہو کہ وہ صد ہا نشان اور آثار ہیں جو اس نور اللہ کی صداقت میں بذریعہ کتب و رسائل تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں۔ انپر نظر ڈالو تاکہ حقیقت الحال واضح ہو مگر القاء سمع اور شہود قلب ضروری کار ہے لمن القی السمع وھو شہید قرآنیں ہی ہم یہاں ان چند سطور میں صرف ایک معیار فرمودہ پروردگار بینہ ہر جہ آیۃ مذکورہ مختصراً بیان کرتے ہیں کہ مدۃ تیئیس سال سے مشاہدہ ہو رہا ہے کہ مخالفین اس نور اللہ کے محو اور نابود کرنے میں جسقدر طرح طرح سے جان توڑ کوششیں کر رہے ہیں اُسیقدر اس نور اللہ کی چمکاریں عالمگیر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ شعر

می درخشد چوں قمر تابد چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ما افتادہ اند

یہاں پر ہم صرف اسکا آدمیوں کا مشاہدہ لکھتے ہیں کہ ابتدائے تکفیر بازی سے جہلم کے مقدمہ تک صد ہا حملجات اس نور اللہ پر مخالفین کے واقع ہوئے لیکن بموجب الہامات مبشرہ کے جو قبل سے شائع ہو چکے تھے اُن حملجات کا ضرر مخالفین ہی کو پہونچا اور نظارہ حدیث من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود کا ہر کہ ومہ کو نظر آ رہا یعنی جو فتنہ مخالفین کیطرف سے واسطے ایذا کے برپا ہوا اُسکا ضرر اور وبال اُنھیں پر لوٹ پڑا اور اس کا بال بھی بیکا نہیں ہوا پس آیۃ مندرجہ میں جو معیار قرار دیا گیا تھا وہ یہاں پر پورے طور پر جلوہ گر ہو گیا اور حسب کہ آیۃ مذکورہ میں نور اللہ ہونے کا یہ معیار قرار دیا گیا ہے کہ مخالفین کی مخالفت شدیدہ سے اس نور کو اللہ تعالیٰ اور چمکا ویگا تاکہ پیشین گوئی مسیح موعود مندرجہ لیظہرہ علی الدین کلہ پوری ہو تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اُسکی مخالفت بھی اشد ہوگی جسکی طرف یریدون ان یطفئوا نور الله بافواھھم دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اُس نور کی چمکاریں عالمگیر کرنے سے نہ تھکے گا جیسے ویابی الله الا ان یتم نورہ بتاکید تمام صراحت کر رہا ہے اور یہی نور ہے جو سورۃ نور کی آیۃ وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض میں بلفظ کما بیان فرمایا گیا ہے جسکی تفسیر و تشریح کسی قدر آیات الرحمن میں ہم کر چکے ہیں اور یہ بہت سچی بات ہے کہ ظہور فتح و نصرۃ کا تب ہی متصور ہو سکتا ہے کہ جبکہ مخالفت بھی اشد ہو۔ شعر

در کارخانہ عشق از کفر ناگزیر است
آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

سبحان اللہ آیت معترضہ میں کس بلاغت اور فصاحت کے ساتھ دو سلسلوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے یعنی تمام ہدایتوں اور صداقتوں کا مجموعہ اور دین الحق جو ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے ثابت و متحقق ہے اُسکا نزول من اللہ ہو ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق سے ارشاد فرمایا گیا اور پھر کل ادیان باطلہ پر اس مجموعہ ہدایتوں کا غلبہ اور اظہار حجت و برہان سے آخر زمانہ مسیح موعود سے متعلق فرما دیا گیا کیونکہ لیظہرہ علی الدین کلہ میں حرف لام جو عاقبۃ اور انجام کے لیے ہے اسکی طرف اشارہ کر رہا ہے الحاصل جبکہ مدت ۲۳ سال تک اس مسیح موعود کا صدق دعوی معیار مندرجہ آیت مذکورہ صد ہا بار کامل العیار ہوتا چلا آیا ہے تو اب کیونکر کوئی مومن متقی اُس سے اعراض کر سکتا ہے الا من سفہ نفسہ۔ واضح ہو کہ منجملہ دیگر مخالفین اندرونی کے حضرت شحنا صاحب بھی مصداق یریدون ان یطفئوا نور الله بافواھھم ہونے کے لیے کوشش کر رہے ہیں جنکی کل تحریرات سب وشتم ولا یعنی کلام سے پر ہوتی ہیں معہذا شحنا صاحب اپنے تئیں بڑا مہذب اور صادق القول ہونیکا دعوی کرتے ہیں اور دوسرے اپنے ہم مسلک مخالفین حضرت اقدس کو کذاب اور لغو گو اور بدمعاش تحریر کرتے ہیں یہاں پر ہم اُنکی عبارۃ ضمیمہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء نمبر چہارم سے بجنسہا نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جاوے کہ بموجب خود قول حضرت شحنا صاحب کے دیگر مخالفین حضرۃ اقدس ع م کے سوائے شحنا صاحب کی مصداق اُنھیں الفاظ کے ہیں جو شحنا صاحب نے تحریر فرمائے ہیں آگے رہے شحنا صاحب سو انکی محمدیۃ السنۃ مشرقیہ اور فضائل ذاتیہ کچھ تو رسائل یکروزی سے واضح ہو چکی ہے اور کچھ اس رسالہ معیار الحق سے منکشف ہو جاویگی اور سارے فضائل و کمالات انکی مطالعہ ضمایم کی تحریرات سے اظہر من الشمس ہیں بقول شخصی عیاں را چہ بیاں۔ ضمیمہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء نمبر ۴ میں آپ ایک اعلان شائع فرماتے ہیں وھو ھذا۔ **اعلان عام** شحنہ ہند میں مرزا جی کے خلاف بیسیوں مضامین آ رہے ہیں جنکا نہ املا درست ہے نہ انشا اور ہمکو اتنی فرصت نہیں کہ انکی اصلاح دیں یا از سر نو لکھیں یا دہ بات یہ ہے کہ مجدد کو مضامین کی ضرورت نہیں وہ ایک گھنٹہ میں تمام ضمیمہ کو اپنے قلم سے معمور کر سکتا ہے البتہ خریداروں کی ضرورۃ ہے پس جو حضرات مضمون بھیجیں خریدار ہونا اور خریداروں کو پیدا کرنا اپنا فرض سمجھ لیں خریداروں اور معاونوں کا بیشک حق ہے کہ ضمیمہ میں مضامین دیں۔ مگر ٹھیک ٹھیک واقعات ہوں یہ کہ محض خلاف واقع لغویات و خرافات جیسا بعض چلتے پرزوں نے اخبار وطن میں اہل ندوہ کا قادیان جانا لکھ مارا تھا بالکل غلط تھا۔ یہ مضمون ہمارے نام بھی آیا تھا مگر ہمنے شائع نہیں کیا کیونکہ ہمکو اصل حقیقت معلوم تھی۔ علی ہذا اس ہفتہ کسی بدمعاش نے ہوشیار پور سے ایک بیہودہ طومار لکھ بھیجا جس میں مرزا اور مرزائیوں کو مغلظ گالیاں دینے کے سوا کچھ بھی نہیں دلائل سے دعووں کو توڑنا چاہیے نہ کہ گالیوں سے اڈیٹر۔ انتہی بلفظہ

ناظرین اس اعلان عام میں غور فرماویں خصوصاً ان الفاظ کو نظر غائر سے مطالعہ کریں جنپر نمبر دہ گانہ دیے ہوئے ہیں وتلک عشرۃ کاملۃ۔

حسب اقرار شحنا صاحب کے اس اعلان سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ سوائے حضرت شحنا صاحب کے جو دوسرے مخالفین حضرت مسیح موعود ع م کے مسیح موعود کی نسبت تحریر کرتے ہیں وہ محض خلاف واقع لغویات خرافات غلط اور مغلظ گالیاں ہیں اور ان کے لکھنے والے بدمعاش ہیں ہاں البتہ حضرت شحنا صاحب بڑے نیک معاش اور راست باز ہیں اس بارہ میں ہم اور تو کچھ نہیں کہہ سکتے صرف اسقدر استفسار کرتے ہیں کہ ان بدمعاش اور کذاب اور مغلظ گالیاں دینے والوں کے رجوعات اسقدر کثرۃ سے آپ کی طرف کیوں ہے اور کیا وجہ ہے کہ بیسیوں مضامین خلاف واقع اور غلط و مغلظ متضمن مغلظ گالیوں کے پہر بدمعاشوں کے لکھے ہوئے آپکے پاس چلے آتے ہیں اور آپ انکا ملجاو ماوا ہیں کچھ نہ کچھ تو دال میں کالا ضرور ہے الجنس یمیل الی الجنس کی مثل مشہور مبادا کہیں صادق نہ ہو اور پہر ناظرین کے لیے آپکی تحریرات مندرجہ ضمائم اس امر کے اثبات کے لیے شواہد عدول نہ ہو جاویں مگر کفی باللہ شہیدا کہ ہمکو تو آپکی الفاظ سب وشتم کیطرف کچھ بھی التفات نہیں ہے اسقدر بھی طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ وہ آپکے الفاظ سب وشتم کے آپکی تحریرات سے انتخاب کر کر ناظرین کو دکھلاویں اگرچہ یہ مثل مشہور ہے کہ نقل کفر کفر نباشد مگر ہم کو ان الفاظ کا نقل کرنا بھی نہایت مکروہ

معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہمارا طریقہ مسلوکہ حسب ہدایت حضرت اقدس کے یہی ہے **شعر**

گالیاں سُنکے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

ہاں البتہ یہاں پر آپ کے بعض آثار تجدیدیہ کو جو بہ نسبت السنہ مشرقیہ کے وقوع میں آئے ہیں ناظرین کے لیے واضح طور پر بیان کرنا ضرور منظور ہے کیونکہ آپ کو بھی اس تجدید کے آثار کے اظہار کا کمال شوق ہے اور میری غرض بھی یہی ہے کہ جو لوگ آپکی تجدید السنہ مشرقیہ کو تسلیم نہیں کرتے وہ بھی آپ کے اُس منصب کو جسکے آپ مستحق ہیں تسلیم کر لیویں اور جو لوگ تسلیم کر چکے ہیں اُنکو بھی آپ کی فضیلت ادبیہ معلوم ہو جاوے لہذا چند آثار آپ کی تجدید السنہ مشرقیہ کی بہ نسبت یہاں پر مذکور ہوتے ہیں۔

الاول آپ نے متعدد جگہ وعدہ مستحکم کیا تھا کہ اڈیٹر شحنۂ ہند جنوری ۱۹۰۳ء میں عربی قصیدہ بالمقابل لکھکر پیش کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ انتہی۔ دیکھو ضمیمہ یکم دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۲ سطر ۲۳ وغیرہ کو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ نے اعجاز احمدی کے مقابل کوئی کتاب بشرائط مندرجہ تصنیف کی یا نہیں اگر بشرائط مندرجہ تصنیف کی ہو تو کوئی جگہ مناسب حسب تجویز فریقین کے مقرر فرمائی جاوے تاکہ حضرت اقدس کی جماعت میں سے دو سہ علما جنکو علوم آلیہ اور فن ادب میں مہارت ہو اُس مقام پر حاضر ہو جاویں اور اس امر کا فیصلہ ہو کہ مضامین حقہ اور قصائد بلیغہ مندرجہ اعجاز احمدی آپ کی کتاب سے منقوض ہو گئے ہیں یا نہیں اگرچہ اب میعاد اُسکی گذر چکی ہے کہ قریب دو ماہ کے منقضی ہو چکے مگر تاہم درصورت منقوض ہو جانے اعجاز احمدی کے بشرائط مندرجہ روپیہ موعودہ و مطلوبہ آپکو دیا جاویگا اور اگر آپنے ابھی تک کوئی کتاب کذائی تصنیف نہیں فرمائی تو پھر وہی مثل آپکی کہی ہوئی آپ پر صادق آئے کہ (ڈھول در منارہ و آواز در ہمیش) پھر آپ کے ایسے مواعید عرقوب پر بھی کیا کوئی ذی انصاف آپکو مجدد السنہ شرقیہ تسلیم کر سکتا ہے کلاّ وحاشا۔

الثانی ضمیمہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء میں صفحہ اول آپ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں جو غلط در غلط ہے مگر مطلب اُسکا یہ ہے کہ جب نسبت امروہہ کیطرف کیجاوے امروہوی کہنا غلط ہے بلکہ امروہی چاہیے خواہ مخواہ واو کا تداخل امروہی صاحب کے قصباتی ہونیکا پتا دیتا ہے انتہی۔

ہاں حضرت یہ اعتراض بھی آپکے مجدد السنہ شرقیہ کے آثار میں سے ایک عمدہ اثر ہے۔ اگر آپکو صرف نحو عربی سے مس نہیں تھا تو کچھ قواعد فارسی ہی یاد کر لیے ہوتے ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے رسائل فارسیہ میں قاعدہ نسبت کا لکھا ہوا ہے چنانچہ غیاث اللغات میں لکھا ہے (چون بکلمہ کہ آخر آن الف یا ہا و یای تحتانی باشد یای نسبت ملحق کنند آن الف و ہا و یا بواو بدل کنند چون موسیٰ و موسوی و عیسیٰ و عیسوی و دنیا و دنیوی و سامانہ و سامانوی و گنجہ و گنجوی و دہلی و دہلوی) آخر تک الحضرت اب فرمایئے کہ لفظ امروہہ کے آخر میں ہای ہوز موجود ہے یا نہیں اور درصورت نسبت کے امروہوی کہہ سکتے ہیں یا نہیں یہ اثر آپکی تجدید زبان فارسی کا ہوا۔

الثالث۔ قولہ اردو عربی فارسی ہیں کیسے ہی پایہ کا کلام ہو مگر یاد رکھو کہ وہ مجدد کی اصلاح کا محتاج ہو گا لیجیے۔ ع

تجافوا بذنب بعد جہد اذابھم
و نغنی ثناء اللہ منہ و تظہر

ذوب گداختن اور اذابہ گداز انیدن یعنی دوسرے سے گلوانا مگر جہد کی یہ صفت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ معنی ہوئے کہ بڑے کوشش کے بعد جس نے اُنکو گلوا دیا ایک بھیڑ یا لائے اور دوسرے مصرعہ میں عنی یا نغنی کا صلہ یہ آتا ہے تاکہ من صلہ کی حروف جارہ تک کی تمیز نہیں۔ انتہی

اقول ای ناظرین یہ تحقیق ہے شحنا صاحب کی لفظ ذوب اور گداختن کی نسبت ایسی استعداد سے بھی کیا شحنا صاحب اعجاز احمدی کے الفاظ یا معانی سمجھ سکتے ہیں ہرگز نہیں **شعر**

خاک ہر چند دود لیک بہ معنی نرسد
سعی کارے نکند گر نبود استعداد

الحضرت کیا پندنامہ سعدی کو بھی نسیاً منسیاً کر دیا **شعر**

چو شمع از پے علم باید گداخت
کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

ظاہر ہے کہ شعر ہذا میں گداختن فعل لازمی ہے نہ متعدی۔ اور عربی مصدر ذوب و ذوبان بھی لازمی آتا ہے چنانچہ کتب لغات میں لکھا ہے ذاب السمن وغیرہ کا یذوب ذوبا و ذوبانا ضد جمد یعنی گھی یا اور کوئی شے جوش اُس کے سائل ہو گیا اور یہ ذاب یذوب ضد ہے جمد یجمد کی اور جمد کے معنے کتب لغات میں یہ لکھے ہیں جمد الماء و کل سائل یجمد جمدا و جمودا قام و یبس وضد ذاب یعنی جم گیا پانی یا جو چیز رواں اور سائل ہو پس جبکہ ذاب یذوب فعل لازمی ثابت ہوا تو یہ امر ظاہر ہے کہ فعل لازمی باب افعال یا تفعیل میں لانے سے متعدی بیک مفعول ہو جاویگا جیساکہ ذہب و اذہب کتب لغات میں ہی لکھا ہے ذوب السمن تذویبا صیرہ ذائبا و اذاب السمن اذابۃ بمعنی ذوّب یعنی گھی وغیرہ کو پگھلا دیا کتاب لغت کا نام بھی اسوجہ سے نہیں لکھا کہ شحنا صاحب مثل سابق کے فرما دیویں گے کہ لسان العرب وغیرہ کوئی لغت کی کتاب ہی نہیں ہے۔ الحاصل معترض صاحب نے منتخب اللغات وغیرہ کسی فارسی لغت عرب کی کتاب میں ذوبان کا ترجمہ گداختن دیکھ لیا ہو گا اور گداختن کو صرف مصدر متعدی سمجھ لیا اور پھر اس بناء فاسد علی الفاسد کے مرتکب ہوئے کہ ترجمہ اذاب کا گلوانا کر دیا حالانکہ اذابۃ کا ترجمہ گلانا یا پگھلانا ہے ولیس اور پھر بمقتضای اپنی فضیلت تجدید السنہ کے ایک مصدر فارسی گدازانیدن بنا لیا جسکو اذابۃ کا ترجمہ سمجھ لیا **مصرعہ**

برین عقل و دانش بباید گریست

دیکھا الناظرین یہ تجدید السنہ مشرقیہ شحنا صاحب کی۔ اور صلہ عنی یا نغنی کا فرض کیا کہ یہ آتا ہے لیکن شحنا صاحب کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ کتب علم اصول اور نیز لغات عرب کی کتابوں میں لفظ من کو مرادف با کے لکھا ہوا ہے اور با کے محل پر من آ جاتا ہے اگر شاہد منظور ہو تو قرآن مجید میں موجود ہے ینظرون من طرف خفی دیکھیے نظر ینظر یا بصر یبصر کا صلہ با آتا ہے لیکن یہاں پر من موجود ہے دیکھو تفاسیر متعلق فن ادب کو

الرابع۔ قولہ۔ شعر

وقال استروا امری وانی ارودھم
اخاف علیھم ان یفروا و یبردوا

استار باب افعال سے نہیں آتا بلکہ استتار آتا ہے اور ستر بھی کسی امر یا بھید کے چھپانے کو نہیں کہتے بلکہ پردے اور پوشش اور پردہ میں چلے جانے اور لباس کو کہتے ہیں امر یا راز کے چھپانے کو اخفا کہتے ہیں پس مصرعہ اولیٰ یوں بنا لیجیے **مصرعہ**

وقال اخفوا امری وانی ارودھم

یا یوں کہو **مصرعہ** وقال اخفوا سری و

لانے ارودھم اور مصرعہ ثانیہ میں یبردوا غلط ہے اگر پیٹھ دے جانے یعنی بھاگنے کے معنے ہیں تو ادبار مصدر لازم نہیں بلکہ متعدی ہے اور اگر باب افعال سے صیغہ مجہول ہے تو یہ معنی ہوے کہ پیٹھ دیے جاویں جو